﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:۔ نصیر احمد قمر

جلد 16 | جمعۃ المبارک 09/اکتوبر 2009ء | 19/شوال 1430 ہجری قمری ❁ 09/اخاء 1388 ہجری شمسی | شمارہ 41

نزول وحی کی کیفیت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:۔

مَیں نے دیکھا ہے کہ بعض اوقات سخت سردی کا دن ہوتا تھا لیکن جب آپؐ پر وحی اترتی تھی تو پسینہ آپ کی پیشانی سے پھوٹ پھوٹ کر بہتا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الوحی حدیث نمبر 2)

اگر وحی والہام کے دروازے بند ہوگئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں سے بھی بعض صفات ختم کر چکا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بہتان عظیم ہے اور بہت بڑا گناہ ہے۔

دین کی تعلیم کو تازہ رکھنے کے لئے، غافلوں کو جگانے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی روحانی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے سلسلۂ وحی ضروری ہے۔

انبیاء کا کام ہے کہ خدا کی وحی کو دنیا تک پہنچا کر اس کی نجات کا سامان کریں۔ انبیاء کے بعد انبیاء کے ماننے والوں کی ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ اس پیغام کو جو نبی پر اترا ہے آگے پہنچائیں اور دنیا میں پھیلائیں۔

آج یہی کام ہر احمدی کا ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے ہیں، آپ کو اس زمانہ کا امام اور مسیح و مہدی مانا ہے تو نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا نعرہ لگاتے ہوئے اس مشن کی تکمیل کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہو جائیں اور اس کام کو پورا کرنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں جس کے لئے مسیح محمدی کو خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا۔

اس مقصد کے حصول کے لئے خاص کوشش کے ساتھ دعوت الی اللہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر ملک اور ہر شہر اور ہر قصبہ اور ہر گاؤں کے رہنے والے احمدیوں کو خاص پلاننگ کر کے اس کام کو سرانجام دینے کی ضرورت ہے۔ صرف دو چار فیصد تک یہ پیغام پہنچا کر ہم اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش نہیں ہو جاتے۔ دنیا ایک پاک انقلاب چاہتی ہے۔

ایشیا، یورپ، امریکہ، آسٹریلیا، جزائر کے رہنے والوں اور افریقہ، ہندوستان، پاکستان اور عرب کے رہنے والے احمدیوں کو مسیح موعود و مہدی معہودؑ کے پیغام کو ہر شہر، ہر قصبے اور ہر گلی میں پہنچانے کی کوشش کرتے چلے جانے کا ولولہ انگیز پیغام۔

(حدیقۃ المہدی میں جلسہ سالانہ برطانیہ 2009ء کے موقع پر آیات قرآن مجید، عربی لغت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے وحی والہام کے جاری رہنے سے متعلق بصیرت افروز اختتامی خطاب)

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مسیحیت اور مہدویت کا دعویٰ کیا اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بذریعہ وحی والہام بتایا ہے کہ میں ہی آنے والا مسیح اور مہدی ہوں اور آنحضرت ﷺ کی غلامی اور آپ ﷺ سے عشق و محبت کی وجہ سے مجھے اُمّتی اور غیر تشریعی نبوت کا مرتبہ ملا ہے تو مخالفین نے ایک طوفان برپا کر دیا کہ یہ سراسر جھوٹ ہے اور آپ کیلئے ایسے ایسے غلیظ الفاظ استعمال کئے کہ کسی شریف آدمی کے منہ سے ایسی باتیں نہیں نکل سکتیں اور اب تک کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اس بات پر انگیخت کیا کہ اب آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کے تمام دروازے آیت خاتم النبیّین کے ساتھ خدا تعالیٰ نے بند کر دیئے ہیں۔ ہر احمدی اچھی طرح جانتا ہے کہ خاتم النبیّین کے جو معنی دوسرے کرتے ہیں یہ غلط ہیں۔ اس سے نبوت کے دروازے بند نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے مطابق کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ:4) یعنی مَیں نے تمہارے فائدے کے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا۔ اسلام ہی اب تا قیامت آخری دین ہے اور فرمایا کہ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ (سورۃ البروج :23) یعنی یہ بزرگ کلام ہر جگہ اور ہر زمانہ میں پڑھا جانے والا ہے اور لوح محفوظ میں ہے۔ اس کو اس طرح محفوظ کر دیا ہے کہ اب قیامت تک اس کی تعلیم نے ہی قائم رہنا ہے۔ یہ اعلان اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اب کوئی نئی شریعت اور کوئی نیا دین نہیں آئے گا۔ کوئی آزاد نبی نہیں آ سکتا جو خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتے ہوئے اس کی عطا سے براہ راست نبوت کا درجہ پائے بلکہ یہ مقام بھی اب اُسی کو مل سکتا ہے جو آنحضرت ﷺ کی اُمّت میں سے ہو اور آپ کی مہر کے نیچے ہو۔ یہ خدا تعالیٰ کا اعلان تھا۔ پس اس غلط فہمی یا خاتم النبیّین کے الفاظ کا صحیح ادراک نہ رکھنے کی وجہ سے کچھ ناسمجھ علماء نے اور اکثریت شریر طبع علماء نے اُمّت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بھڑکانے کی ہر جگہ اور ہر زمانے میں کوشش کی اور کر رہے ہیں اور ظاہر ہے جب اس بات ہی کو نہیں سمجھا یا نہ سمجھنا چاہا کہ ختم نبوت کا کیا مطلب ہے تو پھر وحی الٰہی کا مضمون جو اس سے منسلک ہے اُس کی بھی ان لوگوں نے غلط تشریح کرنی تھی اور کی۔ اور اعلان کیا اور کرتے ہیں کہ وحی الٰہی کے اب تمام دروازے بند ہو گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اعلان کہ خدا تعالیٰ مجھ سے بولتا ہے اور مجھے وحی والہام کرتا ہے کے بھی سخت منکر ہو گئے۔ لیکن جو حق کی تلاش میں ہیں، سعید فطرت ہیں انہوں نے حق کو تلاش کیا، بات کو سمجھا اور سمجھ رہے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہو کر آنحضرت ﷺ کے لائے ہوئے آخری اور کامل اور مکمل دین کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

وحی والہام کیا چیز ہے؟ یا اس کا حقیقی مطلب کیا ہے؟ کیونکہ اکثر ذہنوں میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ اگر وحی والہام

کے دروازے بند ہو گئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں سے بھی بعض صفات ختم کر چکا ہے یا یہ صفت ختم ہو گئی ہے۔ گویا خدا تعالیٰ کی ایک صفت نعوذ باللہ فنا ہو گئی۔ یا خدا تعالیٰ جو سب طاقتوں کا مالک ہے جو یہ اعلان کرتا ہے کہ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ (الحدید:4) کہ وہ اوّل بھی ہے اور آخر بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ازلی ابدی ہے اس کو فنا نہیں۔ اگر کسی بھی کام کو جو خدا تعالیٰ پہلے کرتا تھا اب نہیں کرتا تو ماننا پڑے گا کہ اس کی بعض صفات میں کمی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بہتان عظیم ہے اور بہت بڑا گناہ ہے۔ ایک طرف تو مسلمانوں کا خدائے قادر و توانا اور واحد و یگانہ کو ماننے کا دعویٰ ہے اور دوسری طرف بغیر سوچے سمجھے صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دشمنی میں ایسی بات کرنا جو اللہ تعالیٰ کی بلند شان پر حرف لاتی ہو اس پر ان کو کوئی روک نہیں ہے، کوئی شرم و حیاء نہیں ہے۔ پس خوف خدا کریں اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو یاد رکھیں کہ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (الانبیاء:23)۔ پس پاک ہے اللہ جو عرش کا بھی رب ہے اور تمام نقصوں سے پاک ہے اور اس سے بھی جو وہ کہتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ جس طرح پہلے تمام صفات رکھتا تھا، وہ تمام صفات جن کا ہم علم رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے، آج بھی وہ ان تمام صفات کا حامل ہے اور انہیں جب چاہے جس طرح چاہے استعمال کرتا ہے۔ آج بھی اس کی اپنے بندوں سے کلام کی صفت جاری ہے جس طرح پہلے جاری تھی اور اس زمانے میں اپنے وعدے کے مطابق جب اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا تو ان سے وحی والہام کے ذریعہ کلام کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں کہ ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم　　　اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں وحی کے جاری رہنے کے بارہ میں، فرشتے اترنے اور کلام کرنے کے بارے میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حٰمٓ السجدہ:31) یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے پھر استقامت اختیار کی۔ ان پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور اس جنت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو۔

اور پھر فرماتا ہے نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ (حٰمٓ السجدہ:32) ہم اس دنیوی زندگی میں بھی تمہارے ساتھ ہیں اور آخرت میں بھی اور اس میں تمہارے لئے سب کچھ ہوگا جس کی تمہارے نفس خواہش کرتے ہیں اور اس میں تمہارے لئے وہ سب کچھ ہوگا جو تم طلب کرتے ہو۔

پس ان آیات میں فرشتوں کے اترنے اور وحی کے جاری رہنے کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ نے ان غلط سوچ رکھنے والے علماء کا بھی منہ بند کر دیا ہے جو کہتے ہیں کہ اب وحی کے دروازے بند ہیں۔ ہاں یہ وحی کے دروازے ان پر کھلے ہیں جو اللہ کے اولیاء ہیں۔ نام نہاد علماء نہیں۔ استقامت دکھانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر ابتلاء اور تکلیف کو برداشت کرنے والے ہیں۔ ان پر فرشتے اترتے، ان سے کلام کرتے اور ان کو تسلی دیتے ہیں کہ ہم اس دنیا میں بھی تمہارے ساتھ ہیں اور اگلے جہان میں بھی ساتھ ہوں گے۔

اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو جامع صفات کاملہ ہے۔ جس کی ذات اور صفات میں اور کوئی شریک نہیں۔ اور یہ کہہ کر پھر وہ استقامت اختیار کرتے ہیں اور کتنے ہی زلزلے آویں اور بلائیں نازل ہوں اور موت کا سامنا ہو اُن کے ایمان اور صدق میں فرق نہیں آتا اُن پر فرشتے اترتے ہیں اور خدا اُن سے ہمکلام ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ تم بلاؤں سے اور خوفناک دشمنوں سے مت ڈرو اور نہ گزشتہ مصیبتوں سے غمگین ہو۔ مَیں تمہارے ساتھ ہوں اور مَیں اسی دنیا میں تمہیں بہشت دیتا ہوں جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا تھا۔ پس تم اس سے خوش ہو۔ اب واضح ہو کہ یہ باتیں بغیر شہادت کے نہیں اور یہ ایسے وعدے نہیں کہ جو پورے نہیں ہوئے بلکہ ہزاروں اہل دل مذہب اسلام میں اس روحانی بہشت کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ درحقیقت اسلام وہ مذہب ہے جس کے سچے پیروؤں کو خدا تعالیٰ نے تمام گزشتہ راستبازوں کا وارث ٹھہرایا ہے اور ان کی متفرق نعمتیں اس امت مرحومہ کو عطا کر دی ہیں"۔

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 161)

پھر آپ فرماتے ہیں "الہام یعنی وحی الٰہی ایسی شئے ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ سے پوری طرح صلح نہ ہو اور اس کی اطاعت کے لئے اس نے گردن نہ رکھ دی ہو تب تک وہ کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حٰمٓ السجدہ:31)۔ یہ اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ نزول وحی کا صرف ان کے ساتھ وابستہ ہے جو کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مستقیم ہیں اور وہ صرف مسلمان ہی ہیں"۔

(البدر جلد 4 نمبر 8 مورخہ 13/ مارچ 1905ء صفحہ 2۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چہارم صفحہ 88)

اور پھر فرمایا کہ "مکالمہ الٰہیہ اور رؤیائے صالحہ سے خدا تعالیٰ کے مخصوص بندوں کو جو اس کے ولی ہیں ضرور حصہ ملتا ہے"۔

پس ایک حقیقی مسلمان کا تو یہ عقیدہ ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس زمانے میں زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو مان کر ہمارا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی تمام صفات کا جامع جیسا پہلے تھا آج بھی ہے۔ اور اپنے ولیوں اور خاص لوگوں پر جب چاہے وحی والہام کرنے کی نہ صرف طاقت رکھتا ہے بلکہ کرتا ہے۔ لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ الہام اور وحی اُس صورت میں ہو سکتا ہے جب خدا تعالیٰ سے پوری صلح ہو۔ اس کے آگے مکمل طور پر گردن رکھ دی ہو اور یہ کہ یہ امتیاز بھی صرف مسلمانوں کو ہی حاصل ہے۔ حیرت ہے کہ جو امتیاز اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کامل شریعت کے بعد مخصوص کر دیا، مسلمان اُس اعزاز کو لینے سے انکاری ہیں۔ صرف اس لئے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے مسیح و مہدی اور غیر تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے اور یہ اعلان فرمایا کہ خدا تعالیٰ مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور پھر یہ صرف زبانی دعویٰ نہیں بلکہ اپنے بیشمار الہامات وقت سے پہلے بتائے اور اپنوں اور غیروں نے ان کے پورا ہونے کی تصدیق کی۔ مثلاً خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ "مَیں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں" (الہام دسمبر 1907ء)۔ اور آج 120 سال سے زائد کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی نہ صرف ہر احمدی بلکہ غیر بھی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ تمام تر مخالفتوں کے باوجود خدا تعالیٰ کی تائیدات تمہارے ساتھ لگتی ہیں۔ دشمنوں نے آپ پر حملے کئے۔ آپ کو مقدمات میں گھسیٹا لیکن خدا تعالیٰ نے پہلے سے آپ کو خبر دے دی کہ دشمن آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے اور پھر ایک دنیا نے دیکھا کہ دشمن نہ صرف اپنی کوشش میں ناکام و نامراد ہوئے بلکہ خدا تعالیٰ کے عذاب کے نیچے آ کر عبرت کا نشان بنے۔ چاہے برصغیر میں اٹھنے والے دشمن تھے یا امریکہ جیسے ملک میں رہنے والا دشمن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ آپ کو جو خبر دی تھی اس کے مطابق اُسے ذلیل و رسوا کر دیا۔ پس وہ کم عقل اور کمزور ایمان ہے جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اور وحی کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔

اب مَیں پھر واپس اس بات کی طرف آتا ہوں کہ اہل لغت کے نزدیک وحی والہام کیا چیز ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات سے واضح ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے کلام کرنا وحی والہام ہے۔ اہل لغت اس کی کس طرح وضاحت کرتے ہیں۔ تمام کا بیان تو ممکن نہیں ہے مفردات امام راغب میں جو بیان ہوا ہے وہ مَیں بتا دیتا ہوں۔ یہ بھی لغت کی ایک اچھی کتاب تسلیم کی جاتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ وحی کے اصل معنی جلدی اشارے کے ہیں اور چونکہ اس لفظ میں سرعت کے معنی پائے جاتے ہیں اس لئے کہا جاتا ہے اَمْرٌ وَحِيٌّ اور یہ وحی کبھی کلام کے ذریعہ بطور اشارے اور تعریض کے ہوتی ہے۔ اور کبھی ایسی آواز کے ذریعہ ہوتی ہے جو مرکب الفاظ سے خالی ہو اور کبھی جوارح یعنی اعضاء کے اشارے کے ذریعہ ہوتی ہے اور کبھی کتابت کے ذریعہ۔ اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا (مریم:12)۔ پس وہ اپنی قوم پر محراب سے ظاہر ہوا اور انہیں اشارہ کیا کہ صبح شام تسبیح کرو۔ فرمایا کہ اسی قول (جو سورۃ مریم کی آیت ہے) کی بابت بعض نے کہا کہ ان کے نزدیک انہوں نے اشارہ کیا اور بعض نے کہا کہ انہوں نے لکھ کر بتایا۔ (یہ نوٹ کرنے والی بات ہے) اور اُس الٰہی کلام کو بھی جو خدا تعالیٰ کے انبیاء اور اولیاء کی طرف پہنچایا جائے وحی کہا جاتا ہے۔ (مفردات امام راغب زیر مادہ "وح ی")

اب دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ کہنے پر کہ مجھ پر وحی ہوتی ہے ایک شور مچ جاتا ہے۔ ہم تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی مانتے ہیں اور آپ کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ مَیں ایک غیر تشریعی نبی ہوں اور انبیاء پر تو وحی ہوتی ہے۔ لیکن امام راغب کے نزدیک اولیاء پر بھی وحی ہوتی ہے اور یہاں انہوں نے کوئی تخصیص نہیں کی کہ اولیاء اور انبیاء کی وحی کا فرق کیا ہے۔ بلکہ الٰہی کلام خواہ اولیاء سے ہو یا انبیاء سے ہوا سے وحی کہا جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مختلف لغات سے وحی کے جو معنی اخذ کر کے لکھے ہیں وہ پیش کرتا ہوں۔ آپ مختلف لغات کے معنی لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ان حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ وحی کے معنی نمبر 1۔ کسی کام پر مبعوث کرنا۔ نمبر 2۔ دل میں بات ڈالنا۔ نمبر 3۔ اشارے سے بات سمجھانا۔ نمبر 4۔ کسی پیغامبر کی معرفت پیغام بھیجنا۔ نمبر 5۔ لکھنا۔ 6۔ دوسروں سے چھپا کر بات کرنا۔ 7۔ حکم دینا کے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد ۹ صفحہ 419)

یہ وحی کی مزید وسیع تعریف ہو گئی ہے۔ اس وضاحت کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں کن مواقع پر اور کن کے لئے اور کس کو وحی کرنے کا بیان فرماتا ہے اور کس طرح کی وحی ہوتی ہے۔

قرآن کریم میں وحی کا لفظ بیشمار جگہ اور مختلف مواقع پر اور مختلف چیزوں پر استعمال ہوا ہے جن میں انسان کے علاوہ دوسرے جاندار بھی شامل ہیں بلکہ جمادات بھی ہیں۔ اُن سب پر استعمال ہوا ہے۔ گو کہ عموماً انبیاء کیلئے استعمال ہوا ہے لیکن دوسرے انسانوں پر بھی استعمال ہوا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کی والدہ کے معاملہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى۔ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ۔ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ۔ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ (طٰہٰ:39-40)۔

جب ہم نے تیری ماں کی طرف وحی کی جو وحی کی جاتی ہے کہ اسے صندوق میں ڈال دے۔ اور دریا میں ڈال دے پھر دریا اُسے ساحل پر جا پھینکے تا کہ میرا دشمن اور اُس کا دشمن اسے اٹھا لے اور مَیں نے تجھ پر اپنی محبت انڈیل دی اور تا کہ یہ بھی ہو کہ تو میری آنکھ کے سامنے پروان چڑھے۔

پھر دوسری جگہ فرمایا: وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ۔ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (القصص:8) اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی کی کہ اسے دودھ پلا۔ پس جب تو اس کے بارے میں خوف محسوس کرے تو اُسے دریا میں ڈال دے اور کوئی خوف نہ کر اور کوئی غم نہ کھا۔ ہم یقیناً اسے تیری طرف دوبارہ لانے والے ہیں اور اُسے مرسلین میں سے ایک رسول بنانے والے ہیں۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرف وحی کے ضمن میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ۔ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ (المائدہ:112) اور جب مَیں نے حواریوں پر وحی کی کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لے آؤ تو انہوں نے کہا ہم ایمان لے آئے۔ پس گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہو چکے ہیں۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر62

عرب ممالک میں واقفین زندگی مربیان کی روانگی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے لندن ہجرت کے بعد دیگر اقوام کے علاوہ عربوں میں خاص طور پر تبلیغ کے لئے بہت سے پروگرام شروع کئے جن میں سے کئی امور کا ذکر ہم پچھلی اقساط میں کر آئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ عرب ممالک میں واقفین زندگی بھجوائے جائیں اور عربی دان علماء تیار ہوں۔ چنانچہ اس غرض کے لئے سب سے پہلے مکرم عبدالمومن طاہر صاحب کو مصر بھجوایا گیا۔

اس کی تقریب یوں پیدا ہوئی کہ حضور انور رحمہ اللہ کی ہجرت کے بعد مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ بھی مستقل رہائش کے لئے کینیڈا منتقل ہوگئے۔ کینیڈا جاتے ہوئے آپ حضور انور سے ملاقات کے لئے لندن رُکے۔ اس ملاقات میں آپ نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے کچھ متخصص تیار کئے ہیں۔ وہ اس وقت تو پاکستان میں ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ ان سب کو کسی عرب ملک میں بھیج دیا جائے تو نہ صرف ان کے علم میں ترقی ہوگی بلکہ ان کے افق بھی وسیع ہوں گے۔ حضور انور نے محترم ملک صاحب کی تجویز کو قبول فرماتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ ان متخصّصین کو پہلے یہاں لندن بھجوایا جائے اور پھر یہاں سے کسی عرب ملک بھجوانے کی کارروائی کی جائے گی۔

محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب کا تاریخی کام

محترم ملک صاحب نے اپنی خاص نگرانی اور محنت اور توجہ اور دعاؤں سے جامعہ احمدیہ میں سے چار طالبعلموں کا انتخاب کیا، ان کو جامعہ کی پہلی دوسری کلاس سے ہی مختلف مضامین میں تخصص کروانا شروع کر دیا۔ چنانچہ اس وقت سے ہی ان کی مختلف کتب کی طرف راہنمائی اور اساتذہ کی نگرانی وغیرہ شروع ہوگئی تھی۔ یہ چار خوش نصیب مکرم نصیر احمد قمر صاحب، مکرم عبدالماجد طاہر صاحب، مکرم منیر احمد جاوید صاحب اور مکرم عبدالمومن طاہر صاحب ہیں۔

مکرم عبدالمومن طاہر صاحب کی مصر روانگی

ان چاروں متخصّصین کے لندن کے ویزا کے لئے سب سے پہلے مکرم نصیر احمد قمر صاحب اور مکرم منیر احمد جاوید صاحب کا برٹش ایمبیسی میں انٹرویو ہوا۔ ازاں بعد مکرم عبدالماجد طاہر صاحب اور مکرم عبدالمومن طاہر صاحب ابھی انٹرویو کے لئے انتظار کر رہے تھے کہ حضور انور کی طرف سے ہدایت موصول ہوئی کہ عربی زبان کے متخصص کو فوراً مصر بھیجا جائے وہاں ان کی بہت ضرورت ہے۔ ساتھ یہ بھی پیغام موصول ہوا کہ اگر ممکن ہو تو اسے براستہ لندن روانہ کیا جائے۔ جائزہ لینے کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ مصر براستہ لندن بہت مہنگا ثابت ہوگا لہذا انہیں براہ راست ہی مصر روانہ ہونا پڑا۔ مکرم عبدالمومن طاہر صاحب 25/ اکتوبر 1985ء کو مصر پہنچے۔ ائیر پورٹ پر مکرم ابراہیم البخاری، مکرم حاتم حلمی الشافعی صاحب وغیرہ موجود تھے۔ ابتداء میں چند روز ایک اجتماعی کمرہ میں قیام کیا بعد ازاں رہائش کے لئے ایک گھر کرائے پر لے لیا گیا اور یہ وہاں رہنے لگے۔

اب آگے ہم اس سلسلہ میں بعض حالات و واقعات کا ذکر خود محترم عبدالمومن صاحب کی زبانی سنتے ہیں۔ (ریکارڈ کی خاطر یہ عرض ہے کہ یہ حالات و واقعات خاکسار نے خود ان سے سنے ہیں اور صوتی ریکارڈنگ کی صورت میں خاکسار کے پاس محفوظ ہیں۔ خاکسار نے محترم مومن صاحب کی اجازت سے بعض واقعات کی ترتیب وغیرہ میں تصرف سے کام لیا ہے۔)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی نصیحت اور اس کے ثمرات

مکرم عبدالمومن طاہر صاحب کہتے ہیں کہ:

’’مَیں جب مصر پہنچا تو ذہن میں یہی تھا کہ مصر ایک سیاحتی ملک ہے وہاں دو ہی کام ہوں گے ایک پڑھنا اور دوسرا وقتاً فوقتاً آثار قدیمہ کی سیر کرنا۔ لیکن جب مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں اپنے مصر پہنچنے کی اطلاع کی تو حضور کی طرف سے ہدایت موصول ہوئی کہ یاد رکھیں آپ یہاں طالبعلم کے طور پر ہی نہیں بلکہ مربی بھی ہیں اس لئے جماعت کو سنبھالیں۔ یہ جماعت کسی زمانے میں بہت فعال جماعت ہوتی تھی اور بڑے کام ہوئے ہیں۔ اس لئے جماعت کی طرف توجہ دیں۔

دوسری بات حضورؒ کی اس ہدایت میں یہ تھی کہ ہماری جماعت میں عربی دان تو بہت ہیں لیکن عربوں کے انداز میں اور ان کے لہجے کے ساتھ بات کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اس لئے عربوں میں بیٹھیں، ان سے گفتگو کریں اور دیکھیں کہ وہ کس طرح بات کرتے ہیں پھر ان کے سٹائل اور لہجہ کو اپنائیں۔

چنانچہ اس کے بعد مَیں ہفتہ بھر کچھ نہ کچھ ترجمہ کرتا رہتا اور جمعہ کے دن اس ترجمہ شدہ مواد پر مشتمل خطبہ جمعہ دینے کی توفیق پاتا رہا۔ یوں میری عربی زبان میں تحریر، ترجمہ اور بولنے کی پریکٹس ہوتی رہی۔

ان دنوں مکرم حلمی الشافعی صاحب کے گھر جمعہ ادا کیا جاتا تھا۔ اور نمازیوں کی تعداد 6 یا 7 ہوتی تھی۔ صدر جماعت مکرم عبد المجید بولاد صاحب تھے جو نائیجرین تھے اور ازہر میں پڑھ رہے تھے۔ بعد میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کر کے اب نائیجریا میں تدریس کے شعبہ سے منسلک ہیں۔

اُس وقت مصر میں میری سب سے زیادہ مدد جس شخص نے کی اس کا نام عمرو عبدالغفار الأحمدی ہے جو مصطفیٰ ثابت صاحب کے ذریعے نئے احمدی ہوئے تھے اور میرے ہم عمر ہی تھے۔

بعض مصری عادات سے گھبراہٹ

مصر پہنچ کر جن امور سے مجھے سخت گھبراہٹ ہوئی وہ اونچی اونچی عمارتیں اور ان میں ہمارا فلیٹ ساتویں آٹھویں منزل پر تھا جہاں روزانہ آنے جانے سے دل میں شدید گھبراہٹ پیدا ہوتی تھی۔ اسی طرح ہر فلیٹ کی بالکونی ہوتی ہے اور فلیٹ آپس میں اتنے قریب قریب ہوتے ہیں کہ آس پاس کی آوازیں اور شور سے آپ بچ نہیں سکتے۔ اور مصریوں کی یہ عادت ہے کہ رات بھر نہیں سوتے بلکہ باتیں کرتے رہتے ہیں۔ پھر فجر سے کچھ پہلے سو جاتے ہیں۔ خصوصاً رمضان المبارک میں ساری رات ان کا ٹی وی ’’سهرات رمضانية‘‘ کے عنوان سے رمضان کے خاص پروگرام نشر کرتا ہے جو صبح سحری تک رہتے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ ساری رات کھاتے پیتے اور یہ پروگرام دیکھتے اور ہنستے کھیلتے رہتے تھے۔ پھر سحری کے وقت سے ایک گھنٹہ قبل سو جاتے تھے اور صبح سات یا آٹھ بجے جب انہوں نے آفس وغیرہ جانا ہوتا تھا تو ان میں سے بعض اس وقت فجر کی نماز پڑھ کر جاتے تھے اور اس کا نام انہوں نے نمازِ صبح رکھا ہوا تھا۔

دوسری بات جس کی وجہ سے مجھے کافی مشکل کا سامنا کرنا پڑا وہ ان کے کھانے تھے۔ یہ لوگ اپنے کھانوں میں کھٹائی بہت استعمال کرتے ہیں۔ اور مَیں زیادہ کھٹائی کھا نہیں سکتا تھا لہذا اکثر اوقات میں ناشتہ عصر کے وقت کیا کرتا تھا یعنی اس وقت جب مَیں نے انسٹیٹیوٹ جانا ہوتا تھا جبکہ اس سے قبل کوئی پھل وغیرہ کھا کر گزارہ کر لیتا تھا۔

انسٹیٹیوٹ میں داخلہ اور ویزہ میں توسیع

مصر میں جو طلباء جامعۃ الأزہر میں پڑھنے کیلئے دیگر غیر عرب ممالک سے آتے ہیں ان کے لئے عربی زبان میں کسی قدر مہارت حاصل کرنے کے لئے وہاں پر ایک انسٹیٹیوٹ ہے جس میں مجھے داخلہ مل گیا۔ ازاں بعد اس انسٹیٹیوٹ میں کام کرنے والے ایک کلرک کی مدد اور راہنمائی سے ویزا میں ایک سال کی توسیع ہوگئی۔

جب میرے پہلے سال کا ویزا ختم ہوا تو مَیں نے حضور انور کی خدمت میں بغرض ہدایت اور راہنمائی تحریر کیا کہ میرے پاس دو آپشن (Option) ہیں۔ ایک یہ کہ پہلے کی طرح اس انسٹیٹیوٹ میں رہتے ہوئے مزید ایک سال کا ویزا حاصل کرلوں اور پڑھائی ذاتی کوشش سے جاری رکھوں، کیونکہ یہ انسٹیٹیوٹ بہت ہی بنیادی ہے۔ دوسری آپشن جس کا یہاں کے احمدی احباب بھی مشورہ دے رہے ہیں یہ ہے کہ مَیں جامعۃ الازہر میں داخلہ لینے کی کوشش کروں۔

اس پر حضور کا ارشاد ملا کہ انسٹی ٹیوٹ میں رہتے ہوئے ویزا لے کر وہاں رہنے کی کوشش کریں اور اپنے طور پر پڑھتے رہیں اللہ تعالیٰ آپ کو سکھا دے گا۔ لہذا مَیں نے انسٹیٹیوٹ کے کلرک کی مدد سے مزید ایک سال کا ویزا لے لیا۔ یوں دو سال تو بخیریت گزر گئے۔ تیسرے سال ویزا کی توسیع کی کوشش کی گئی تو اس کلرک نے یہ کہتے ہوئے معذرت کر لی کہ اب میرے افسر نے پوچھا ہے کہ اس پاکستانی کی تو عربی بہت اچھی ہے پھر ابھی تک وہ اس ابتدائی انسٹیٹیوٹ میں کیا کر رہا ہے۔ اس عرصہ میں 1987ء کے شروع میں مکرم منیر احمد جاوید صاحب بھی عربی زبان کی اعلیٰ تعلیم کے لئے مصر آ چکے تھے۔ اس سال کے آخر پر مَیں نے حضور انور کی خدمت میں لکھا کہ اب اس انسٹیٹیوٹ میں رہ کر ویزا میں توسیع کا امکان تو ختم ہوگیا ہے۔ اب یا تو مَیں جامعۃ الأزہر کا رخ کروں، یا واپس پاکستان چلا جاؤں، یا ایک اور بھی آپشن موجود ہے اور وہ یہ کہ مصری حکومت سیاحت کو بہت اہمیت دیتی ہے اور اس سے ہر سال خاصا زرِمبادلہ بھی کماتی ہے لہذا اگر وِزِٹ ویزا کے لئے کوشش کی جائے تو عین ممکن ہے مزید چھ ماہ کیلئے یہاں قیام کی اجازت مل جائے۔ اس پر حضور انور کی طرف سے جواب آیا کہ آپ کو نہ پاکستان جانے کی ضرورت ہے نہ کسی اور ویزا کی۔ بلکہ ہم سپانسر کے کاغذات ارسال کر رہے ہیں آپ ان کے مطابق یہاں آ جائیں ہمیں یہاں پر آپ کی ضرورت ہے۔ لہذا اس طرح خاکسار 17/ جنوری 1988ء کو پیارے آقا کے قدموں میں لندن پہنچ گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

(باقی آئندہ)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دیجئے

احباب کی اطلاع کے لئے الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دینے کے نرخ حسب ذیل ہیں:

Size: 60mm x 60mm	£ 21.15 each
Size: 50mm x 120mm	£ 31.73 each
Size: 90mm x 120mm	£ 52.88 each
Size: 165mm x 120mm	£ 84.60 each

(مینیجر)

آج اپنے رمضان کو بھولنے کا نہیں بلکہ یاد رکھنے کا عہد کریں تو ہماری عید مبارک عید ہے۔

حقیقی عید کا اظہار ایک مومن سے اس وقت ہوتا ہے جب وہ اپنی زندگی خدا کی خاطر بیچنے والا ہو۔

اگر رمضان میں سچی توبہ کی ہے تو پھر ہمارا ہر دن عید کا دن ہے

ایمان کامل کرنے کے لئے کامل اطاعت کا نمونہ دکھانا ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ اپنا فائدہ ہو تو نظام جماعت کی طرف دوڑو اور اگر اپنے خلاف فیصلہ کی توقع ہو تو پھر ملکی عدالتوں کی طرف چلے جاؤ۔

ایک احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا ایک نظام ہے۔ نظام سے چمٹ کر ہی نیکیاں، نیکیاں رہ سکتی ہیں۔ پس جماعت سے منسلک رہنا اور جماعت کی اطاعت کرنا بھی نیکیوں سے منسلک رہنے اور آگے بڑھنے کا موجب بنتا ہے۔

(عبادت، ذکر الٰہی، صبر، اطاعت، اعلیٰ اخلاق اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے نیز تلاوت قرآن کی کثرت سے اللہ تعالیٰ کی برکات کو حاصل کرنے کی جو ٹریننگ رمضان میں حاصل کی ہے اسے ایک تسلسل اور دوام دینے کی تاکیدی نصائح)

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ عیدالفطر بمقام مسجد بیت الفتوح ۔لندن کا خلاصہ)

(لندن۔ 21ر ستمبر 2009ء): ماہ رمضان المبارک کے اختتام پر آج 21ر ستمبر بروز سوموار برطانیہ میں عید الفطر منائی گئی۔ احمدی احباب مرد و زن کا عید کا سب سے بڑا اجتماع مسجد بیت الفتوح مورڈن (سرے) میں ہوا جہاں ہزاروں احمدیوں نے اپنے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز عید ادا کی اور خطبہ عید سنا۔ مسجد بیت الفتوح کے ملحقہ ہالز اور گیلریاں نمازیوں سے پُر تھیں بلکہ ان سے باہر بھی احباب صف آراستہ تھے۔ (اس سے قبل گزشتہ روز 20ر ستمبر بروز اتوار جو رمضان المبارک کا آخری دن تھا حسب روایت سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں قرآن مجید کی آخری چار سورتوں کا بصیرت افروز درس دیا اور اجتماعی دعا کروائی۔ اس درس القرآن کی مختصر رپورٹ آئندہ ہدیۂ قارئین کی جائے گی۔)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ عید الفطر ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ تمام دنیا میں براہ راست نشر کیا گیا اور مختلف زبانوں میں اس کے رواں تراجم بھی نشر ہوئے۔ خطبہ کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور پھر خواتین کی طرف تشریف لے جا کر انہیں عید مبارک کہا اور بعد ازاں مسجد بیت الفتوح اور ملحقہ ہالز وغیرہ میں موجود تمام مرد احباب اور بچوں کو شرف مصافحہ سے نوازا۔ احباب جماعت چھوٹے بڑے اپنے پیارے آقا سے ملاقات پر خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ یہ دلربا نظارے بھی تمام عالم میں براہ راست نشر ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے خطبہ عید میں تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ البقرۃ کی آیات 208-209 کی تلاوت کی اور فرمایا کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک اور عید الفطر منانے کی توفیق پا رہے ہیں۔ ایک مہینہ خدا کی رضا کے حصول کے لئے، اس کے حکم کے مطابق، ہم نے اپنے آپ کو ان کاموں سے بھی روکے رکھا جن کی عام طور پر پابندی نہیں اور ہر طرح جائز ہیں۔ ہم نے اپنی روحانی بہتری، ترقی، اخلاقی بہتری، قرآن کریم کو سمجھنے اور اس کی تلاوت کی برکات سے فیض پانے کے لئے گزشتہ 29 دن اپنی استعداد کے مطابق کوشش کی اور خدا کے قرب کے حصول کی کوشش کی۔ پھر اللہ کے حکم کو سامنے رکھا اور اخلاقی معیار اس قدر بلند کرنے کی کوشش کی کہ پہلے کے مقابلے پر واضح طور پر فرق نظر آئے۔ سخت تکلیف، تنگی کے حالات میں بھی اچھے اخلاق کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ اپنے رب کی رضا کے لئے صبر کیا اور یہ سب کچھ اطاعت کا اعلیٰ ترین معیار قائم کرنے کے لئے کیا اور اسی اطاعت کی وجہ سے آج ہم عید منا رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: روحانیت میں ترقی، اطاعت میں ترقی کے معیار، صبر، حوصلہ، اعلیٰ اخلاق کا درس، پاک تبدیلیوں کو پیدا کرنے، تلاوت قرآن کریم کرنے اور خدا کے حکم کی بجا آوری کی ٹریننگ رمضان میں حاصل کی۔ آج ان کو ہمیشہ قائم رکھنے کا عہد کرتے ہوئے ہم عید منا رہے ہیں کیونکہ جب خدا کی جنت کی بشارت مل رہی ہو تو کیوں نہ ہم عید منائیں۔

حضور نے فرمایا کہ جنت کی بشارت سال کے بارہ مہینوں میں سے ایک مہینہ کی اطاعت کے بدلے نہیں ہے بلکہ اطاعت کے اعلیٰ نمونے ہمیشہ قائم کرنے والے کے لئے یہ خوشخبری ہے۔

حضور نے آیت کریمہ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ...... کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا کہ اطاعت کے جذبہ سے خدا کی رضا کی جستجو اور تلاش کرنے والوں کو جو جنت اجر کے طور پر ملتی ہے وہ اس دنیا میں عبادت الٰہی اور ذکر الٰہی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی وجہ سے دلوں کے اطمینان کی صورت میں ملتی ہے۔ کیونکہ دلی سکون عبادت سے ہی ملتا ہے۔ ورنہ امیر و کبیر اکثر پریشان رہتے ہیں۔ دولت سکون نہیں دیتی۔ امیر لوگ دل اور گھبراہٹ کی بیماری میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ پس ہم نے روزے کی حالت میں جو اخلاق حاصل کئے اب بغیر روزے کے بھی قائم رکھنے ہیں۔ یہ کوشش ہمیشہ جاری رہنی چاہئے۔ پھر ہی جنت ملے گی۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ اس دنیا میں ہی سکون قلب کی صورت میں جنت ملتی ہے جو کہ آخرت میں متمثل کر کے دی جائے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ عید کے دن بھی اطاعت خدا کا خیال رکھنا ہے۔ نیکیوں کی جو کوشش رمضان میں کی تو اس دن تکبیرات میں بتایا کہ خدا کی کبریائی کے ادراک سے ہر لمحہ خدا کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ جو اللہ تعالیٰ کا مطیع ہو جائے گا اس کا ہر روز ہی عید ہوگا۔ حقیقی عید یہی ہے کہ پاک تبدیلیوں کے عہد پر عمل شروع کر دیا جائے۔ نماز قائم کرنے والے اور پاک تبدیلیاں مستقل طور پر اختیار کرنے والوں کی ہی حقیقی عید ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آج اپنے رمضان کو بھولنے کا نہیں بلکہ یاد رکھنے کا عہد کریں تو ہماری عید مبارک عید ہے۔ ہمارا رمضان مبارک رمضان ہے اور یہ عید ہماری دنیا و عاقبت سنوارنے والی عید بن جائے گی۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ کون سا دن ہے جو جمعہ اور عیدین سے بہتر ہے۔ وہ انسان کی توبہ کا دن ہے۔ کیونکہ اس دن اس کا اعمال نامہ دھویا جاتا ہے۔ پس اگر رمضان میں سچی توبہ کی ہے اور سچی کوشش کی ہے تو پھر ہمارا ہر دن عید کا دن ہے۔ کیونکہ جس نے خدا کی رضا کے لئے اپنی جان کو قربان کر ڈالا وہ کس طرح احکامات سے باہر نکل سکتا ہے۔ پاک تبدیلی کرنے والے کو دنیاوی چیزوں کا لالچ نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا کی رضا کے لئے اپنے نفس کو بیچنے کا سودا کر رہے ہوتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ جان کا پیش کرنا زندہ رہ کر مستقل طور پر خدا کے اور بندہ کے حقوق ادا کرنا بھی ہے۔ حقیقی عید کا اظہار ایک مومن سے اس وقت ہوتا ہے جب وہ اپنی زندگی خدا کی خاطر بیچنے والا ہو۔ جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں ہیں جو ایسے ہیں جو اپنی روحانیت سنوارنے کے لئے دوسروں کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے قربانی کرتے ہیں۔ غریبوں اور یتیموں کا بھی ان کو خیال رہتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد ادا کرنے والوں سے خدا بہت مہربانی کرنے والا ہے۔ کیونکہ حقوق العباد کی ادائیگی حقوق اللہ کی ادائیگی کی طرف لے جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یتیموں، غرباء اور سائلین کے لئے احمدیوں کو اپنے دلوں کو زیادہ کھولنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ احمدی انجینئر ایسوسی ایشن یو کے والوں نے افریقہ کے ایک گاؤں میں بجلی، پانی مہیا کرنے کے لئے خرچ اپنے ذمہ لیا ہے۔ یہ ایک اچھا منصوبہ ہے۔ جو ایسا کرتے ہیں خدا ان کے اموال و نفوس میں برکت دے رہا ہے۔ دوسروں کو بھی اس کار خیر میں حصہ لینا چاہئے۔ لازمی چندہ جات تو حقوق اللہ کی ادائیگی میں خرچ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے مخیّر حضرات کو ایسی قربانیوں میں حصہ لینا چاہئے۔ حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات حقوق العباد کی ادائیگی کے متعلق پڑھ کر سنائے اور فرمایا کہ بیوی بچوں کے حقوق کی طرف بھی توجہ ہو مگر صرف اسی طرف توجہ نہیں ہونی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایمان کامل کرنے کے لئے کامل اطاعت کا نمونہ دکھانا ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ اپنا فائدہ ہو تو نظام جماعت کی طرف دوڑو اور اگر اپنے خلاف فیصلہ کی توقع ہو تو پھر ملکی عدالتوں کی طرف چلے جاؤ۔ شیطان کامل اطاعت سے روکنے کے لئے عجیب عجیب طریقے اختیار کرتا ہے اور شیطان سے خدا کی پناہ مانگتے ہوئے یہ کوشش کرتے رہو کہ شیطان دوبارہ غلبہ نہ کرے۔ اور خدا کی رضا کے لئے ہر احمدی کو ہمیشہ سوچتے رہنا چاہئے اور رمضان کے اطاعت کے مضمون کو ہمیشہ سامنے رکھو اور نظام جماعت سے چمٹے رہو۔ اسی میں ہی خوشخبری ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً کا یہ مطلب بھی ہے کہ اطاعت کامل ہو۔ نظام جماعت پر پورا اعتماد ہو۔ حضور نے فرمایا کہ ایک احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا ایک نظام ہے۔ نظام سے چمٹ کر ہی نیکیاں، نیکیاں رہ سکتی ہیں۔ پس جماعت سے منسلک رہنا اور جماعت کی اطاعت کرنا بھی نیکیوں سے منسلک رہنے اور آگے بڑھنے کا موجب بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم فرمانبرداری کے اعلیٰ نمونے دکھانے والے ہوں۔ وہ اعمال بجا لائیں جو خدا کی رضا کی طرف لے جائیں۔ اگر ایسا ہو تو یہی ایک مقصد ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ سب کو عید مبارک ہو۔ بعض ملکوں میں احمدیوں نے عید اس طرح منائی کہ کھل کر اظہار نہ کر سکے۔ حضور نے دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ خدا ایسے حالات کر دے کہ خدا کی رضا کے مطابق آزادی سے عید منانے والے ہوں۔ حضور نے احباب کو دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی دعا میں اسیران، شہداء اور ان کی اولادوں، بیماروں، مالی قربانی کرنے والوں، ضرورتمندوں، مجبوروں اور لاچاروں کو یاد رکھیں۔

اس کے بعد حضور انور نے خطبہ ثانیہ پڑھا اور اجتماعی دعا کروائی۔ پھر بیت الفتوح میں نماز عید ادا کرنے والے پانچ ہزار سے زائد افراد کو شرف مصافحہ و زیارت بخشا۔

خطبہ جمعہ

جمعہ کی نماز کے لئے جب بھی بلایا جائے تو مومنوں کو اپنے تمام کام اور کاروبار فوراً بند کر کے جمعہ کے لئے مسجد کی طرف چل پڑنا چاہئے۔

جمعہ کے دن ہمیں درود شریف پڑھنے کا بھی خاص طور پر اہتمام کرنا چاہئے۔

رمضان کا آخری جمعہ یا رمضان کے جو باقی جمعے ہیں صرف وہی مسجد کی حاضری بڑھانے والے اور دکھانے والے نہ ہوں بلکہ سارا سال ہی ہمیں یہ نظر آئے کہ ہماری مسجدیں اپنی گنجائش سے تھوڑی پڑ گئی ہیں۔

(جمعہ کی اہمیت کے بارہ میں تاریخی تحقیق کے علاوہ قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے جمعہ کی فضیلت اور برکات کا بیان اور احباب جماعت کو نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 18 ستمبر 2009ء بمطابق 18 تبوک 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوْا الْبَيْعَ - ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ- فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوْا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ-وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَ اۨنْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا-قُلْ مَا عِنْدَاللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ-وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ-

(سورۃ الجمعة:10-12)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، جب جمعہ کے دن ایک حصہ میں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ پس جب نماز ادا کی جا چکی ہو تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کے فضل میں سے کچھ تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اور جب وہ کوئی تجارت کے دل بہلاوہ دیکھیں گے تو اس کی طرف دوڑ پڑیں گے اور تجھے اکیلا کھڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔ تُو کہہ دے کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ دل بہلاوے اور تجارت سے بہت بہتر ہے اور اللہ رزق عطا کرنے والوں میں سے بہت بہتر ہے۔

سب سے پہلے تو میں اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی حمد بھی کرتا ہوں کہ اس رمضان میں تقریباً ہر جمعہ پر ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں مسجد بیت الفتوح میں جمعہ پڑھنے کے لئے آنے والوں کی اتنی کثرت رہی کہ مسجد کی گنجائش کم ہوتی رہی۔ دروازے کھول کر سامنے کی گیلریوں میں بھی نمازیوں کے لئے جگہ بنانی پڑی۔ بلکہ اوورفلو (Overflow) اس سے بھی باہر نکل گیا۔ ایسا رش عموماً خاص موقعوں پر یا عام طور پر رمضان کے آخری جمعہ میں جسے جمعۃ الوداع کہتے ہیں، اس پر ہوتا تھا۔ پس ہمیشہ ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ جمعہ کا خاص اہتمام کر کے جمعہ پر آنا ہی حقیقی جمعۃ الوداع ہے۔ جمعہ پر ہم اپنے تمام کاروبار اور مصروفیات چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آئیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی برکات جو جمعہ کے ساتھ وابستہ ہیں انہیں سمیٹیں۔ اور یہ برکات سمیٹتے ہوئے جب ہم جمعہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنی دنیاوی مصروفیات میں مشغول ہونے جا رہے ہیں تو اس دعا اور ارادے کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو نہیں بھولیں گے اور عبادات کے باقی لوازم بھی حسب شرائط پوری طرح ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور آج کا جمعہ پڑھ کر مسجد سے نکلنا آئندہ ہفتے میں آنے والے جمعہ کے استقبال کی تڑپ پیدا کرنے والا ہونا چاہئے اور ہوگا۔ نہ کہ ہمیں کسی ایسے جمعۃ الوداع کی ضرورت ہے جو رمضان کا آخری جمعہ ہو، جو سال میں ایک دفعہ آتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کا حقیقی خوف نہ رکھنے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ سال کے اکاون باون جمعے اور بھی ہیں جن کا استقبال اتنا ہی ضروری ہے جتنا رمضان کے آخری جمعے کا۔ پس آج کا جمعہ جو اس رمضان کا آخری جمعہ ہے یہ ہمیں اس طرف تو بیشک توجہ دلانے والا ہو اور خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جن سے سارا سال جمعہ کی ادائیگی میں سستی ہوتی رہی کہ آج اس جمعہ میں ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ آئندہ اس جمعہ کو جو رمضان کا آخری جمعہ ہے الوداع کر کے ہم اگلے سال رمضان میں آنے والے جمعہ کا استقبال نہیں کریں گے بلکہ آئندہ ہفتے میں آنے والے جمعہ کا استقبال کریں گے۔ لیکن یہ کبھی نہ ہو کہ اس جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد ہم اپنی برائیوں، کمزوریوں، خامیوں، سستیوں کو یکسر بھول جائیں بلکہ ہمیشہ ان کو یاد رکھتے ہوئے اپنی اصلاح کی طرف قدم بڑھانے والے ہوں۔ مَیں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس رمضان میں جمعہ پر جو حاضری یہاں مسجد بیت الفتوح میں ہمیں نظر آتی رہی ہے وہ دنیا میں ہر جگہ ہماری مساجد میں نظر آئی ہوگی۔

میری یہ بھی دعا ہے کہ خدا کرے کہ مسجد میں جمعہ کے لئے آنے کا یہ خوش کن رجحان ہمیشہ کے لئے قائم رہے اور ہر احمدی کو اس بات کے لئے دعا بھی کرنی چاہئے۔ اس زمانے میں ہر احمدی کی یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے کیونکہ یہی ان آیات سے ثابت ہے جو مَیں نے تلاوت کی ہیں۔ یہ سورۃ جمعہ کے آخری رکوع کی آیات ہیں اور ان کو شروع ہی اس طرح کیا گیا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، جب جمعہ کے لئے بلایا جائے تو پھر تمہارا ایک ہی مقصود و مطلوب ہونا چاہئے کہ جمعہ کی نماز پڑھنی ہے اور باقی تمام کاموں کی حیثیت اب ثانوی ہوگئی ہے۔

اگر اس آیت سے پہلے کی آیات کو دیکھیں تو ان میں یہودیوں کا ذکر ہے جن پہ تورات اتاری گئی تھی۔ مگر انہوں نے اس کی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ نیز باوجود واضح پیشگوئیوں کے آنحضرت ﷺ کا بھی انکار کیا۔

اور یہ انکار تو ہونا ہی تھا کیونکہ جیسا کہ مَیں نے کہا اس کی تعلیم جو تھی وہ اس کو بھول گئے تھے اور اس پر عمل ختم کر دیا تھا۔ اس کی کئی تاویلیں پیش کرتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں بھی فرمایا ہے کہ اس وجہ سے کہ انہوں نے عمل چھوڑ دیا ان کا تو ایسا حال ہے جیسے گدھے پر کتابوں کا بوجھ لاد دیا گیا ہو۔ بہرحال عبادت کے خاص دن کے حوالے سے جو انہیں حکم تھا، جو ان کے لئے مقرر کیا گیا تھا، جو ہر سات دن بعد آتا تھا اس کو بھی انہوں نے بھلا دیا۔ اور سبت کا دن جو ان کے لئے ایک خاص دن تھا اس میں بھی کئی قسم کی ایسی حرکات کیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند تھیں۔ سَبْت ہفتے کے دن کو بھی کہتے ہیں۔ اور بھی اس کے کئی مطلب ہیں۔ عبادت کا خاص دن بھی ہے۔ بہرحال سبت جو ہفتے کا دن ہے یہودیوں کے لئے ایک بہت متبرک اور خاص عبادت کا دن ہے۔ اس میں ان پر بعض پابندیاں بھی لگائی گئی تھیں۔ جن کو جیسا کہ مَیں نے کہا انہوں نے اپنی چالاکیوں سے توڑا۔ اس بارہ میں قرآن کریم میں یوں ذکر آتا ہے کہ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْکُمْ فِی السَّبْتِ (البقرۃ:66) اور تم ان لوگوں کو جنہوں نے سبت کے بارے میں زیادتی کی تھی جان چکے ہو۔ اور پھر اس زیادتی کی وجہ سے ان لوگوں کو سزا بھی دی گئی تو ان بھٹکے ہوئے یہودیوں کا اس سورۃ میں ذکر کر کے پھر یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہہ کر مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ تم نے جمعہ کا حق ادا کرنا ہے۔ یہ اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ اگر تم اپنے اس مقدس دن کا حق ادا نہیں کرو گے تو تم بھی اس سزا کے سزاوار ٹھہر سکتے ہو۔ ہر قوم کی طرح مسلمانوں کا بھی سَبْت کا دن ہے اور ہمارا سَبْت یہ جمعہ ہے۔ پس ہر مسلمان کو اس دن کی خاص حفاظت اور اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور دعا بھی کرنی چاہئے۔ اور اس کا حق اس طرح ادا ہو سکتا ہے کہ جب بھی جمعہ کی نماز کے لئے بلایا جائے تو مومنوں کو اپنے تمام کام اور کاروبار بند کر کے فوراً مسجد کی طرف چل پڑنا چاہئے۔ امام کا خطبہ سننے کے لئے فوراً مسجد کی طرف دوڑنا چاہئے۔ اگر کوئی بہانہ جُو یہ کہے کہ ہمیں ان ملکوں میں یا آج کل دنیا میں اذان کی آواز تو سنائی نہیں دیتی تو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں دوسرے انتظام کر دیئے ہیں۔ گھڑیوں کا انتظام کر دیا ہے۔ اب تو فونوں میں بھی گھنٹی کی بجائے مختلف آوازیں لوگ ریکارڈ کرتے ہیں جو بجتی ہیں، سنائی جاتی ہیں۔ مجھے اس کا تجربہ تو نہیں کہ خاص وقت پہ الارم کے لئے بھی اذان کی یہ آواز سنائی دی جا سکتی ہے کہ نہیں۔ اگر یہ ہو سکتا ہے تو پھر اس پر اذان کی آواز ریکارڈ کرنی چاہئے۔ اس کا دوہرا فائدہ ہوگا بلکہ کئی فائدے ہو سکتے ہیں۔ جمعہ کے وقت کے لئے جہاں اذان کی آواز خود اپنے آپ کو جمعہ کی طرف توجہ دلائے گی وہاں اردگرد کے لوگ بھی توجہ کریں گے اور اذان کی یہ آواز سننے والوں کی توجہ کھینچنے کا باعث بنے گی اور یہ تبلیغ کے راستے کھولنے کا ذریعہ بھی بن جائے گی۔ لیکن بہرحال جو صورت بھی ہو سادہ الارم کی آواز بھی یاددہانی تو کروا سکتی ہے۔ پس جمعہ کی اہمیت کو کبھی نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ضمن میں جو وضاحت کی ہے وہ یقیناً اس زمانے کے لئے سو فیصد حقیقی اور صحیح وضاحت ہے کہ اس زمانے میں یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے مراد وہی قوم ہو سکتی ہے اور ہے جو مسیح موعود کو ماننے والی ہے۔ (حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 123-122)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سے مراد عام مسلمان بھی ہیں لیکن اس صورت میں مسیح موعود کے زمانہ کے ساتھ جمعہ کی نماز کی اہمیت کو ملانا خاص طور پر مسیح موعود کو ماننے والوں کے لئے بہت اہم ہے۔ دوسرے غیر احمدی مسلمان تو باوجود مسلمان کہلوانے کے اور مومن کہلوانے کے ایمان لانے والے کہلوانے کے، مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کی وجہ سے اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ (البقرۃ:86) (کہ کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر تو ایمان لاتے ہو اور ایک حصہ کا انکار کرتے ہو) کے مصداق ٹھہرتے ہیں۔ پس حقیقی مومن وہی ہیں جو قرآن شریف کی ابتدا سے آخر تک ہر حکم پر ایمان لاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک تمام انبیاء پر ایمان لانے والے ہیں۔ پس یہ ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس دن کا خاص اہتمام کریں اور تجارتوں کو چھوڑ دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کو تجارتوں سے بھی خاص نسبت ہے۔ ہر قسم کے کاروباروں میں بڑی وسعت پیدا ہو چکی ہے۔ سٹاک مارکیٹوں سے دنیا کی تجارتوں کے اتار چڑھاؤ کا پتہ چلتا ہے۔ جو اس کاروبار میں ملوث ہیں یا یہ کرتے ہیں، اتنے مصروف ہوتے ہیں اور مختلف کمپنیوں کے شیئرز (Shares) کے اتار چڑھاؤ دیکھ کر سودے کر رہے ہوتے ہیں کہ ان کا اس بولی کے دوران یا ریٹ اوپر نیچے ہونے کے دوران ایک لمحے کے لئے بھی آنکھ جھپکنا یا سوچ ادھر ادھر پھیرنا ان کو لاکھوں کروڑوں اربوں کا گھاٹا دلوا دیتا ہے۔ اسی طرح منڈیوں کے چھوٹے کاروبار ہیں اور اس کاروبار میں منسلک تمام لوگ چاہے وہ تنخواہ دار ملازم ہی ہوں اس تجارت اور بیع کے دوران جو پہلے کبھی کسی زمانے میں اس شدت سے نہیں تھی اور اتنی آرگنائزڈ نہیں تھی جتنی مسیح موعود کے زمانہ میں ہو گئی ہے اور اس میں زیادہ سے زیادہ الیکٹرانک ذرائع اس میں استعمال ہونے کی وجہ سے تجارت کے لئے وقت کی اہمیت بھی ہر دن بہت بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جتنی بھی چاہے بڑی تجارت ہو، چاہے جتنی تمہارے پاس وقت کی کمی ہو نماز جمعہ کے مقابلہ میں اس کی کچھ بھی حیثیت نہیں اور تمہارا وقت نکال کر اپنے تمام ممکنہ نقصانات کو پس پشت ڈال کر جمعہ کا اہتمام کرنا بہرحال ضروری ہے اور چھوٹے موٹے کاروباری لوگوں کے لئے تو پھر کوئی بہانہ رہ ہی نہیں جاتا۔ پس ہم احمدی ہی آج وہ مومن ہیں اور ہونے چاہئیں جن کو اپنے جمعوں کی حفاظت کرنی چاہئے۔ تبھی ہم اس زمانے کے راہنما کی راہنمائی سے حقیقی فیض حاصل کر سکتے ہیں اور تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے اس کی رضا کے حاصل کرنے والے ٹھہر سکتے ہیں۔

جمعہ کی اہمیت کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے کس طرح ہمیں توجہ دلائی اور یہودیوں اور عیسائیوں سے کس طرح ہمیں ممتاز فرمایا ہے اس کا ایک روایت میں ذکر آتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن آخَرِیْنْ ہونے کے باوجود اور باوجود اس کے کہ انہیں کتاب پہلے دی گئی ہم سابقین ہوں گے۔ یہ ان کا وہ دن ہے جو ان پر فرض کیا گیا تھا مگر انہوں نے اختلاف کیا مگر خدا تعالیٰ نے ہماری اس کی طرف درست راہنمائی کر دی۔ اب لوگ ہمارے پیچھے ہی چلیں گے۔ یہود ایک دن بعد اور نصاریٰ پرسوں۔

(بخاری کتاب الجمعہ باب فرض الجمعۃ حدیث نمبر 876)

یہ بخاری کی حدیث ہے۔ کتاب الجمعہ اور فرض الجمعہ کے باب میں ہے۔

یہ حدیث ایسی ہے کہ اس کی وضاحت ضروری ہے۔ اس ضمن میں مَیں مختصر یہ بتا دوں کہ جماعت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کے سپرد یہ کام ہوا تھا کہ بخاری کی حدیثیں جمع کریں اور پھر اس کی تھوڑی سی شرح بھی لکھیں۔ اُس زمانہ میں کتاب کی کچھ جلدیں شائع ہوئی تھیں اور پھر بڑا لمبا عرصہ اس کی اشاعت نہیں ہو سکی۔ اب کچھ سال ہوئے مَیں نے ایک نور فاؤنڈیشن قائم کی ہے۔ اس کے تحت جماعت میں بھی احادیث کی کتب کی اشاعت ہو رہی ہے اور مسلم کی کئی جلدیں اور بخاری کی کئی جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ بہرحال شاہ صاحب نے اس کی جو شرح لکھی ہے وہ ایسی ہے کہ اس سے اس حدیث کی وضاحت ہوتی ہے۔

وہ تو خیر لمبی شرح ہے۔ شاہ صاحب نے اس میں جمعہ کی نماز کی فرضیت اور اہمیت کے بارہ میں بعض فقہاء جو جمعہ کی نماز کو فرض کفایہ سمجھتے تھے، کا علمی اور زبان کے قواعد کے رو سے جواب دینے کے بعد، (فرض کفایہ وہ ہے جس میں چند لوگ اگر شامل ہو جائیں، پڑھ لیں تو کافی ہوتا ہے۔ ضروری نہیں کہ سب شامل ہوں) اس کو غلط ثابت کیا۔ انہوں نے بتایا ہے کہ یہ فرض کفایہ نہیں ہے بلکہ اسی طرح فرض ہے جس طرح نمازیں فرض ہیں۔ پھر سَبْت کے لفظ کی لغوی بحث کی ہے اور یہودیوں کی تاریخ اور تعامل سے یہ بیان کیا ہے جیسا کہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جمعہ کا دن ہی یہودیوں کا بھی سَبْت کا دن تھا یا اس کا کچھ حصہ اس میں شامل تھا جو بعد میں ہفتہ میں بدل گیا۔ تو شاہ صاحب کی جو شرح ہے اس کا کچھ حصہ اس تعلق میں پیش کرتا ہوں۔ ایک تو سَبْت کے لغوی معنی ہیں۔ لسان العرب کے تحت اس کے معنی ہیں کہ کام کاج چھوڑ کر آرام کرنا اور اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ مشاغل سے کلیتاً منقطع ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جانا۔ ایک روز عبادت میں سارا دن مشغول رہنے کا حکم بنی اسرائیل میں مخصوص تھا جس کا ذکر خروج باب 31 آیت 14 تا 16 میں ہے اور خروج میں ہی دوسری جگہ بھی ہے۔ اور احبار میں بھی ہے۔ بہرحال اس حکم کی آخر انہوں نے خلاف ورزی کی۔ جس کی وجہ سے ان کو سزا ملی۔ تو ''جمعہ کے روز'' (مَیں یہ شاہ صاحب کی اس حصہ کی وضاحت پڑھ رہا ہوں) ''مسلمانوں کے لئے ایسی کوئی پابندی نہیں جیسی بنی سرائیل کے لئے تھی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس خصوصیت کا ذکر بایں الفاظ فرماتا ہے کہ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَی الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ (النحل:125)۔ سبت یعنی مشاغل دنیا سے منقطع ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہنے کا حکم انہی لوگوں کے لئے مخصوص تھا جنہوں نے اس کی خلاف ورزی کی۔ اس آیت کے یہ معنی نہیں کہ ساتواں دن ان کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اگر عیسائی زمانہ کی رَو میں بہ کر بجائے ہفتہ، اتوار کو عبادت کا دن منا سکتے ہیں تو یہودیوں کا ایسا کرنا بعید از قیاس نہیں (کہ جمعہ سے ہفتہ کر لیا ہو) جیسا کہ تاریخی واقعات اور قرائن اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہود نے بھی اپنی جلاوطنی کے ایام میں بابلیوں اور فارسیوں کے درمیان مدت تک بودوباش رکھنے کی وجہ سے ان کے مشرکانہ عقائد و رسوم کو اپنا لیا تھا اور ان مشرک اقوام کے زیر اثر انہوں نے اپنے مذہب کے اصول میں بھی تغیر و تبدل کیا۔ جمعہ کے دن کو بھی قدیم یہودیوں کے نزدیک ایک تقدس حاصل تھا۔ چنانچہ روحانی احکام اور فیصلہ جات جو مؤرخ یوسیفس نے اپنی مشہور تاریخ میں نقل کئے ہیں ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ اور ہفتہ دونوں دنوں میں اس بات کی قانوناً ممانعت تھی کہ کوئی یہودی کسی مقدمے میں مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہونے کے لئے بلایا جائے۔ جمعہ کا نام ہی عبرانی میں عُرَیْبِ ھَشَّابَاتْ رکھا گیا تھا اور سبت کی تیاری چھٹے دن یعنی جمعہ کے روز آٹھویں گھڑی میں تقریباً اڑھائی بجے شروع ہوتی جبکہ قربانی کی جاتی اور نویں گھڑی تقریباً ساڑھے تین بجے ختم ہوتی جبکہ سوختنی قربانی چڑھائی جاتی تھی اور اس کے بعد یہودی کام کاج سے فارغ ہو کر نہا دھو کر صاف کپڑے پہن کر شاہ سبت یعنی ہفتہ کا

استقبال کرتے۔ تو اس تسمیہ سے ظاہر ہے کہ جمعہ بھی ان کے نزدیک ایک گوناں سبت کا حکم رکھتا تھا۔ اس لئے اسلامی مؤرخین کی یہ روایتیں اپنے اندر صداقت رکھتی ہیں کہ جمعہ کے دن کا نام عروبہ جو قدیم عربوں میں مشہور تھا وہ دراصل اہل کتاب سے لیا گیا تھا''۔

بہر حال آگے پھر لکھتے ہیں۔ ''غرض عروبہ کے نام کا ماخذ یہودیوں کے درمیان اب تک پایا جاتا ہے اور سبت کی عبادت بھی جمعہ کے دن ہی شروع ہوتی ہے اور یہ دونوں شہادتیں اصل حقیقت کی غماز ہیں''۔ پھر آخر میں نتیجہ نکالتے ہیں کہ ''یہ امر بھی یقینی ہے کہ یہود نے احکام سبت کے بارہ میں شدید سے شدید خلاف ورزیاں کیں بلکہ ان کے بعض انبیاء نے تو ان کی ذلت و ادبار کا سارا موجب سبت کی بے حرمتی قرار دیا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہ پیشگوئی کی تھی کہ سبت کی بے حرمتی بنی اسرائیل کی تباہی کا موجب ہوگی''۔ (یہ بائیبل میں لکھا ہوا ہے۔) ۔ یہ سب شواہد و قرائن آنحضرت ﷺ کے مذکورہ بالا ارشاد کی تصدیق کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری جلد دوم شرح حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ صفحہ 274-275)

یہ جو حدیث ہے نا کہ ان کے لئے مقرر کیا گیا تھا لیکن انہوں نے اس کی خلاف ورزی کی لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف راہنمائی کی اور آج تک پندرہ سو سال گزرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان جیسا بھی ہو جمعہ کا کہیں نہ کہیں اہتمام ضرور کرتا ہے۔ چاہے تھوڑے ہوں، سارا شہر نہ بھی جمع ہو لیکن جمعہ پر ضرور آتے ہیں اور جب تک جمع ہوتے رہیں گے برکات ملتی رہیں گی اور اس زمانے میں جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود کے زمانے کے ساتھ اس کی ایک خاص اہمیت ہے اس لئے احمدیوں کو خاص طور پر اس کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔

پس جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ہماری درست راہنمائی فرمائی ہے۔ ہمارا یہ پہلا فرض بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی بجا آوری کے لئے خاص اہتمام کرتے رہیں۔ اس حکم کی خلاف ورزی کر کے اللہ تعالیٰ کے کسی انذار کا مورد نہ بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی پُرانی تاریخیں بتائی ہیں۔ یہودیوں کی بتائی ہیں۔ بنی اسرائیل کی بتائیں۔ اسی لئے کہ ہم بھی ہوشیار رہیں۔ یہود نے جمعہ کے دن کو اگر ان کی خاص عبادت کی ابتداء اس دن سے ہوتی تھی جیسا کہ شاہ صاحب نے ثابت کیا ہے اور تاریخ سے ثابت ہوتا ہے تب بھی اس دن کو چھوڑنا تھا۔ انہوں نے اس دن کو اس لئے چھوڑنا تھا کیونکہ یہ الٰہی تقدیر تھی۔ اس بابرکت دن نے آنحضرت ﷺ اور آپ کی اُمّت کے لئے مخصوص رہنا تھا۔

اس دن کی اہمیت احادیث سے بھی ثابت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس دن کی اہمیت کے بارہ میں ہمیں بہت کھول کر بتایا ہے کہ کیوں یہ دن ہمارے لئے اہم ہے۔ اس لئے کہ یہ حضرت آدم کی پیدائش اور وفات کا دن ہے اور حضرت آدم علیہ السلام ہماری روحانی زندگی کی ابتداء میں ایک مقام رکھتے ہیں۔ جس کے بارہ میں قرآن کریم میں بھی خدا تعالیٰ نے بڑا واضح فرمایا ہوا ہے اور پھر مسیح موعود کے زمانے میں مسیح موعود کو بھی خدا تعالیٰ نے آدم کا نام دیا ہے۔ اس زمانہ میں احیائے دین آپ علیہ السلام سے وابستہ ہے۔ پس احمدیوں کے لئے جمعوں کا اہتمام ایک انتہائی ضروری چیز ہے۔ تبھی ہماری سمتیں بھی درست رہیں گی۔ تبھی ہم ہمیشہ ان برکات سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے ساتھ وابستہ ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے جمعہ کے دن کی اہمیت کے بارے میں جو فرمایا، ان میں سے بعض احادیث آپ کے سامنے رکھوں گا۔ حضرت اوسؓ بن اوس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے دنوں میں سے بہترین دن جمعہ کا ہے۔ اس میں حضرت آدم پیدا کئے گئے اور اسی دن فوت ہوئے۔ اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن بیہوشی طاری ہوگی۔ پس اس دن مجھ پر بکثرت درود بھیجو کیونکہ اس دن تمہارا یہ درود میرے سامنے پیش کیا جائے گا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فضل یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ حدیث نمبر 1047)

پھر ایک دوسری حدیث ہے ابن ماجہ کی۔ اس میں حضرت ابولبابہؓ بن منذر سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عظیم ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس دن کی پانچ خصوصیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن آدم کو پیدا کیا۔ دوسرے اللہ نے اس دن حضرت آدم کو زمین پر اتارا۔ تیسری اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو وفات دی۔ چوتھی اس دن میں ایک گھڑی ایسی بھی آتی ہے کہ اس میں بندہ حرام چیز کے علاوہ جو بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے تو وہ اسے عطا کرتا ہے۔ اور پانچویں یہ ہے کہ اسی دن قیامت برپا ہوگی۔ مقرب فرشتے آسمان، زمین اور ہوائیں اور پہاڑ اور سمندر اس دن سے خوف کھاتے ہیں۔

(ابن ماجہ۔ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ وسنتہ فیھا۔ باب فی فضل الجمعۃ حدیث نمبر 1084)

ان احادیث سے مزید وضاحت ہو جاتی ہے کہ اس دن کی کیا اہمیت ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔ ویسے تو عام طور پر بھی درود بھیجنا چاہئے لیکن فرمایا ہر جمعہ کو کثرت سے بھیجو۔ اس لئے ہر جمعہ کو یہ اہتمام خاص طور پر کرنا چاہئے کیونکہ دعاؤں کی قبولیت کا آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے سے بڑا تعلق ہے۔ قرآن کریم میں بھی خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب:57) کہ اللہ اپنے بندے پر رحمت نازل کرتا ہے اور اس کے فرشتے بھی اور اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی اس نبی پر درود اور سلام بھیجتے رہو۔

پس جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے جو قبولیت دعا کی گھڑی ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ حدیث نمبر 935) تو دعا کی جو گھڑی ہے اس میں جو دعا خدا تعالیٰ نے سکھائی ہے یعنی درود بھیجنے کی وہ اگر ہم کریں گے تو ہماری جو باقی وقتوں میں کی گئی دعائیں ہیں اس درود کی برکت سے قبولیت کا درجہ پائیں گی۔ پس جمعہ کے دن ہمیں درود شریف پڑھنے کا بھی خاص طور پر اہتمام کرنا چاہئے۔ مسلمانوں پر یہ بھی خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ پورے دن کی پابندی نہیں لگائی گئی کہ کچھ نہیں کرنا بلکہ جمعہ کی نماز کے بعد دنیاوی کاموں میں مصروف ہونے کی اجازت دی ہے۔ لیکن یہ اجازت ایک شرط کے ساتھ ہے۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو نہیں بھولنا۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنا ہے یا ترتیب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنا ہے اور اس کا ذکر کرنا ہے۔ تو جو شخص اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنے دنیاوی کام کرے گا کہ مَیں یہ کام اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے تحت کر رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرا فضل تلاش کرو تو فوراً یہ خیال بھی دل میں آئے گا کہ میرا کوئی کام ایسا نہ ہو جو صرف دنیاوی لالچ کے زیر اثر ہو۔ میرا کاروبار، میری ملازمت، میری تجارت ان اصولوں پر چلتے ہوئے ہو جو تقویٰ کی طرف لے جانے والے ہیں۔ میں کہیں یہ نہ سمجھوں کہ کیونکہ یہ دنیاوی کاروبار ہے اس لئے اس میں یہ دھوکہ جائز ہے۔ نہیں بلکہ جب خدا تعالیٰ کا فضل مانگنا ہے تو پھر ہمارا ہر معاملہ صاف اور شفاف ہونا چاہئے۔ دوسرے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کرو۔ اس سے ایک تو ہمیشہ یہ خیال رہے گا کہ مَیں نے اپنی عبادتوں کی حفاظت کرنی ہے۔ دوسرے یہ کہ میرے کام اگر اچھے ہو رہے ہیں، ان میں کامیابی حاصل ہو رہی ہے تو اس لئے کہ میرا پورا توکّل خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے۔ اور پھر آخری آیت میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ رزق دینے والی اصل ذات جو ہے خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ کاروباروں میں برکت پڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پڑتی ہے۔ تمہاری کوئی پہچان ہے تو خدا تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے ہے۔ اس لئے جب آخری زمانے میں مسیح موعود کو مان لو تو پھر دنیاوی لالچیں اور دنیاوی کھیل تماشے تمہارے سے بہت دور چلے جانے چاہئیں۔ اگر یہ اپنے سے دور نہ پھینکیں تو تمہاری حالت ایسی ہوگی جیسے تم نے مسیح موعودؑ سے یہ عہد بیعت کر کے کہ ہم اپنی جان مال وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے، پھر مسیح موعود کو اکیلا چھوڑ دیا اور مسیح موعودؑ نے جس کام کے لئے تمہیں جمع کیا تھا، ایک جماعت بنائی تھی، جماعت میں شامل ہونے کے لئے کہا تھا، اسے بھول گئے۔ خدا تعالیٰ سے کام کیا تھا یہی کہ خدا تعالیٰ سے ایک خاص تعلق جوڑنا، اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر سے اپنی زندگیوں کو سجانا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کرنا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اس بات کو آزمانے کے لئے کہ تمہارا کس حد تک آخرین میں بھیجے ہوئے آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کے ساتھ تعلق ہے اور کس حد تک تم اس بات میں سچے ہو کہ ہم مسیح موعودؑ سے کئے گئے عہد بیعت کو نبھانے والے ہیں، جمعہ پر حاضر ہونا تمہارا معیار مقرر کیا ہے۔ پس ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جمعہ کے لئے مسجد آنا یا اگر مسجد نہیں ہے تو چند احمدیوں کا اکٹھے ہو کر، جمع ہو کر جمعہ پڑھنا انتہائی اہم ہے۔

پس صرف رمضان کا آخری جمعہ یا رمضان کے جو باقی جمعے ہیں صرف وہی مسجد کی حاضری بڑھانے والے اور دکھانے والے نہ ہوں بلکہ سارا سال ہی ہمیں یہ نظر آئے کہ ہماری مسجدیں اپنی گنجائش سے تھوڑی پڑ گئی ہیں۔ اب یہ نمازیوں سے چھلکنی شروع ہو گئی ہیں۔ جمعوں کی اہمیت کے بارے میں اب میں بعض مزید احادیث بھی پیش کرتا ہوں جن سے جمعہ کے مختلف مسائل کا بھی پتہ لگتا ہے اور اہمیت کا بھی پتہ لگتا ہے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ پڑھنا فرض کیا گیا ہے، سوائے مریض، مسافر اور عورت اور بچے اور غلام کے۔ جس شخص نے لہو و لعب اور تجارت کی وجہ سے جمعہ سے لاپرواہی برتی۔ اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پرواہی کا سلوک کرے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بے نیاز اور حمد والا ہے۔ (سنن دارقطنی ۔کتاب الجمعۃ ۔ باب من تجب علیہ الجمعۃ حدیث نمبر 1560 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

پھر ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن نیکیوں کا اجر کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ (مجمع الزوائد۔ ومنبع الفوائد۔ جلد دوم ۔ کتاب الصلاۃ باب فی الجمعۃ و فضلھا حدیث نمبر 2999)

پس ہر قسم کی نیکیاں جو جمعہ کی نماز کے علاوہ جمعہ کے دن کی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ ان کا اجر بھی کئی گنا بڑھا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری سے بڑھ کر تو کوئی نیکی نہیں ہے اور حکم بھی وہ جو انتہائی فرائض میں داخل ہے۔ پس جمعہ کی نماز کے لئے آنا نیکیوں میں سب سے زیادہ بڑھانے کا موجب بنتا ہے اور یہی چیز ہے جو منافق اور مومن کی پہچان بھی کرواتا ہے۔

جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس کسی نے بلاوجہ جمعہ چھوڑا وہ اعمال نامے میں منافق لکھا جائے گا جسے نہ تو مٹایا جاسکے گا اور نہ ہی تبدیل کیا جاسکے گا۔ (مجمع الزوائد۔ ومنبع الفوائد۔ جلد دوم ۔ کتاب الصلاۃ باب فی الجمعۃ و فضلھا حدیث نمبر 2999)

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت جعد الضمری روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے تساہل کرتے ہوئے لگاتار تین جمعے چھوڑے (سستی کرتے ہوئے تین جمعے لگاتار چھوڑے) اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی تفریع ابواب الجمعۃ باب التشدید فی ترک الجمعۃ حدیث نمبر 1052)

اور جب مہر کر دیتا ہے تو پھر نیکیاں کرنے کی توفیق بھی کم ہوتی چلی جاتی ہے اور آہستہ آہستہ انسان بالکل ہی دور ہٹ جاتا ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بھی جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنی استطاعت کے مطابق پاکیزگی اختیار کرے اور تیل لگائے اور گھر سے خوشبو لگا کر چلے اور دو آدمیوں کو الگ الگ نہ کرے (یعنی اپنے بیٹھنے کے لئے زبردستی پرے نہ ہٹائے) اور پھر جو نماز اس پر واجب ہے وہ ادا کرے۔ پھر جب امام خطبہ دینا شروع کرے تو وہ خاموشی سے سنے تو اس کے اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے درمیان ہونے والے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(بخاری کتاب الجمعۃ باب الدھن للجمعۃ حدیث نمبر 883)

پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ سب سے پہلے آنے والے کو پہلا لکھتے ہیں اور پہلے آنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اونٹ کی قربانی کرے۔ پھر بعد میں آنے والا اس کی طرح ہے جو گائے کی قربانی کرے۔ پھر مینڈھا (بھیڑ)، پھر مرغی اور پھر انڈے کی قربانی کرنے والے کی طرح ہے۔ پھر فرمایا کہ پھر جب امام منبر پر آ جاتا ہے تو وہ اپنے رجسٹر بند کر لیتے ہیں۔ یعنی فرشتے اپنے رجسٹر بند کر لیتے ہیں اور ذکر کو سننا شروع کر دیتے ہیں۔ (بخاری کتاب الجمعۃ باب الاستماع الی الخطبۃ یوم الجمعۃ حدیث نمبر 929) اس خطبہ کو سننا شروع کر دیتے ہیں جو امام دے رہا ہوتا ہے۔ اس میں ایک تو ثواب اور اس کے بعد پھر خطبوں کو توجہ سے سننے کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ جس مسجد میں مجلس میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے بیٹھے ہوں اور وہ باتیں سن رہے ہوں اس سے زیادہ بابرکت مجلس اور کون سی ہو سکتی ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی جمعہ کے روز امام کے خطبہ کے دوران بولے اس کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو کتابیں اٹھائے ہوئے ہو اور جو اس سے یہ کہے کہ خاموش رہے تو اس کا بھی جمعہ نہیں۔ (مسند احمد بن حنبل 1/230 ۔ جلد 1 مسند عبداللہ بن عباس حدیث نمبر 2033 عالم الکتب بیروت 1998ء)۔ یعنی بولنے والے کو بول کر خاموش کرانا بھی منع ہے۔ اگر بچے شور کر رہے ہیں اور ان میں کوئی چھوٹا بچہ ہو تو وہاں سے اس کو اٹھا کر لے جانا چاہئے اور اگر کوئی ہوشمند بچہ بول رہا ہے، شرارت کر رہا ہے تو اس کو اشارے سے منع کرنا چاہئے۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ سُلیک غطفانی جمعہ کے روز اس وقت آ کر بیٹھ گیا جب رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو آپ نے اسے فرمایا: اے سُلیک! کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کرو اور اس میں اختصار سے کام لو۔ پھر آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے روز امام کے خطبہ دینے کے دوران آئے تو وہ دو رکعت پڑھے اور ان کو جلد جلد مکمل کر لے۔

(مسلم کتاب الجمعۃ ۔ باب التحیۃ والامام یخطب حدیث نمبر 1908)

علقمہ روایت کرتے ہیں کہ مَیں عبداللہ بن مسعودؓ کے ہمراہ جمعہ کے لئے گیا۔ انہوں نے دیکھا کہ ان سے پہلے تین آدمی مسجد میں پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے کہا چوتھا مَیں ہوں۔ پھر کہا کہ چوتھا ہونے میں کوئی دوری نہیں۔ پھر کہا مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور جمعہ میں آنے کے حساب سے بیٹھے ہوں گے۔ یعنی پہلا دوسرا تیسرا اور انہوں نے کہا پھر چوتھا اور چوتھا بھی زیادہ دور نہیں۔ (سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا۔ باب ما جاء فی التھجیر الی الجمعۃ حدیث نمبر 1094) تو جمعوں کی اتنی اہمیت ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز جمعہ پڑھنے آیا کرو اور امام کے قریب ہو کر بیٹھا کرو اور ایک شخص جمعہ سے پیچھے رہتے رہتے جنت سے پیچھے رہ جاتا ہے۔ حالانکہ وہ جنت کا اہل ہوتا ہے۔ (سنن ابو داؤد کتاب الصلاۃ باب تفریع ابواب الجمعۃ باب الدنو من الامام حدیث نمبر 1108)

نیکیوں کی توفیق والی حدیث مَیں نے پہلے پڑھی تھی۔ نیکیاں تو انسان کر رہا ہوتا ہے لیکن وہ نیکیاں جمعہ نہ پڑھنے کی وجہ سے دل کو داغ لگنے کی وجہ سے آہستہ آہستہ ختم ہوتی چلی جاتی ہیں اور پھر وہی انسان جو جنت کا اہل ہوتا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ جنت سے محروم رہ جاتا ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبید بن ثبات روایت میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جمعہ کے روز فرمایا کہ اے مسلمانوں کے گروہ! یقیناً یہ دن خدا نے تمہارے لئے عید کا دن بنایا ہے پس تم غسل کیا کرو اور جس کسی کے پاس طیب ہو یعنی خوشبو ہو وہ ضرور اسے لگا لیا کرے اور مسواک کیا کرو۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب ما جاء فی الزینۃ یوم الجمعۃ حدیث نمبر 1098)

پس یہ اہمیت ہے جمعوں کی جسے ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دن کو ایک اور زاویے سے پیش فرمایا ہے اور پھر جمعہ کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ آپؑ آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُم (المائدہ:4) کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''غرض اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ کی آیت دو پہلو رکھتی ہے۔ ایک یہ کہ تمہاری تطہیر کر چکا''۔ (تمہیں پاک کر دیا ایسا دین آ گیا کہ جو پاک کرنے والا ہے۔) ''اور دوم (یہ کہ) کتاب مکمل کر چکا۔ کہتے ہیں جب یہ آیت اتری وہ جمعہ کا دن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی یہودی نے کہا کہ اس آیت کے نزول کے دن عید کر لیتے''۔ (احادیث میں بعض روایات میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے آتا ہے کہ یہودی نے ان سے کہا اور انہوں نے کہا کہ جمعہ عید ہی ہے۔ لیکن بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو روایات ہیں اور بعض ایسی ہیں جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ مجھے براہ راست آنحضرت ﷺ نے بعض روایات باتیں بتائی ہیں۔ تو اس کی جو حیثیت ہے اور قدر و اہمیت ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بیان فرمائی ہے ہمیں بہرحال اس کو دیکھنا چاہئے نہ کہ ان روایتوں کو جو مختلف راویوں کے ذریعہ سے پہنچیں۔ تو بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی یہودی نے کہا کہ اس آیت کے نزول کے دن عید کر لیتے۔ (دوسری روایت میں آتا ہے کہ اگر یہ ہم پر اتری ہوتی تو ہم عید کا دن مناتے۔ (تو بہرحال کہا کہ اس آیت کے نزول کے دن عید کر لیتے۔) (بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ المائدۃ باب قولہ: الیوم اکملت لکم دینکم حدیث نمبر 4606) حضرت عمرؓ نے کہا کہ جمعہ عید ہی ہے''۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں) ''مگر بہت سے لوگ اس عید سے بے خبر ہیں۔ دوسری عیدوں کو کپڑے بدلتے ہیں لیکن اس عید کی پرواہ نہیں کرتے اور میلے کچیلے کپڑوں کے ساتھ آتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ عید دوسری عیدوں سے افضل ہے''۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ) ''میرے نزدیک یہ عید دوسری عیدوں سے افضل ہے۔ اسی عید کے لئے سورۃ جمعہ ہے اور اسی کے لئے قصر نماز ہے اور جمعہ وہ ہے جس میں عصر کے وقت آدم پیدا ہوئے۔ اور یہ عید اس زمانے پر بھی دلالت کرتی ہے کہ پہلا انسان اس عید کو پیدا ہوا۔ قرآن شریف کا خاتمہ اسی پر ہوا''۔ (الحکم جلد 10 نمبر 27 مورخہ 31/ جولائی 1906ء صفحہ 5 کالم 1) (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 673 مطبوعہ ربوہ)۔

یعنی یہ آیت جو تھی یہ بھی جمعہ والے دن نازل ہوئی۔ پس ہم ایک عظیم الشان دین کے ماننے والے ہیں جس کو نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنا دین کامل اور مکمل کیا اور ایک یہودی کو بھی اس کی عظمت کا، آیت کی عظمت کا اقرار کرنا پڑا۔ پس جس خدا نے دین کامل کر کے قرآن کریم کی صورت میں آنحضرت ﷺ پر اتارا اسی خدا نے ایک اہم فریضہ کی طرف اس کتاب میں ہمیں توجہ دلائی ہے بلکہ حکم دیا ہے۔ پس یہ ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس کی بجا آوری میں کبھی سستی نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور ہماری اولادوں کو بھی ہمیشہ توفیق دیتا رہے کہ ہم جمعوں کا خاص اہتمام کرنے والے بنے رہیں اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے توقع کی ہے اس پر پورا اترنے والے ہوں۔

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت
مختلف زبانوں میں
تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

گورمکھی (Gurmukhi) زبان میں
ترجمہ قرآن مجید

پنجابی (گورمکھی) زبان ساؤتھ ایشیا میں بولی جانے والی زبانوں میں تیسرے نمبر پر ہے۔ یہ خصوصیت سے ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں بولی جاتی ہے۔ اور دنیا بھر میں گورمکھی (پنجابی) بولنے والوں کی تعداد کا اندازہ 88 ملین ہے۔

گورمکھی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ پنجابی وگورمکھی کے مشہور احمدی عالم مکرم گیانی عباداللہ صاحب نے کیا۔ آپ نے یہ ترجمہ تفسیر صغیر کے مطابق کیا۔ اس کا پیش لفظ مکرم بشیر احمد صاحب دہلوی ناظر دعوت وتبلیغ نے لکھا اور شائع کرنے کی ذمہ داری مکرم گیانی عبداللطیف صاحب درویش نے ادا کی۔

یہ ترجمہ پہلی مرتبہ 1983ء میں نظارت نشر و اشاعت قادیان نے پانچ ہزار کی تعداد میں شائع کیا۔ اس ترجمہ میں عربی متن کو بھی ساتھ دیا گیا ہے۔ اور یہ 20x30/8 سائز کے 1432 صفحات پر مشتمل تھا۔ پہلے ایڈیشن میں بعض اغلاط سامنے آنے پر چار صفحات کا ایک اصلاح نامہ بھی ساتھ شامل کیا گیا۔

دوسرا ایڈیشن شائع کرنے کی غرض سے ترجمہ پر نظر ثانی کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں مکرم گیانی شمشاد احمد صاحب عدن، مکرم گیانی تنویر احمد صاحب خادم اور مکرم محمد حمید کوثر صاحب شامل تھے۔ ترجمہ میں درستیاں کرنے کے بعد اس کو فضل عمر پریس سے ٹائپ کروایا گیا۔ پروف ریڈنگ کی ذمہ داری مکرم گیانی شمشاد احمد صاحب عدن اور مکرم طاہر احمد صاحب ناصر نے ادا کی۔ اس دوسرے ایڈیشن کا سائز 20x26/8 ہے اور اس کے کل صفحات مع فہرست مضامین 1781 ہیں۔ یہ دوسرا ایڈیشن اس وقت پریس میں ہے اور انشاءاللہ اسی ماہ (اکتوبر 2009ء) میں طبع ہوجائے گا۔

✿✿✿✿✿✿

ہندی (Hindi) زبان میں
ترجمہ قرآن مجید

ہندی، ہندوستان کی ایک اہم مرکزی زبان ہے۔ ہندوستان کے علاوہ فجی، ماریشس، پاکستان اور دنیا کے مختلف ممالک میں اس زبان کے بولنے والے موجود ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ قریباً 490 ملین افراد یہ زبان بولتے ہیں۔

ہندی زبان میں ترجمہ قرآن مجید کا کام مکرم مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی مرحوم اور مکرم مولانا بشیر احمد صاحب طاہر مرحوم نے سرانجام دیا۔ اس ترجمہ کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر صغیر کو بنیاد بنایا گیا۔ یہ ترجمہ 20x26/8 سائز کے 1428 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی طباعت کے وقت پیش لفظ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے تحریر فرمایا۔

پہلی بار یہ ترجمہ قرآن مجید 1987ء میں ہمدرد پرنٹنگ پریس جالندھر سے پانچ ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔ پرنٹنگ اور پروف ریڈنگ کی بعض غلطیاں سامنے آنے پر ان کی اصلاح کر دی گئی اور ایک اغلاط نامہ بھی چھ صفحات پر مشتمل شائع کیا گیا۔ علاوہ ازیں اس ترجمہ قرآن کے ساتھ سات صفحات پر مشتمل اسلامی اصطلاحات کی وضاحت بھی شامل کی گئی ہے تاکہ عربی نہ جاننے والے افراد ان اصطلاحات کے مفہوم کو پوری طرح سمجھ سکیں۔

ہندی ترجمۃ القرآن کا دوسرا ایڈیشن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اُردو ترجمۃ القرآن کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ مکرمہ عطیۃ القیوم ناصرہ صاحبہ نے کیا اور مکرم مولوی قمر الحق صاحب شاستری نے نظر ثانی کی ہے۔ اس کی مکمل پروف ریڈنگ وتصحیح بھی مکرم قمر الحق صاحب ہی کر رہے ہیں۔ امید ہے انشاءاللہ دو تین ماہ میں یہ کام مکمل ہوجائے گا۔

✿✿✿✿✿✿

تامل (Tamil) زبان میں
ترجمہ قرآن کریم

تامل زبان زیادہ تر برصغیر ہندوستان کے تامل لوگوں کی زبان ہے۔ اس زبان کو ہندوستان، سری لنکا اور سنگاپور میں سرکاری زبان کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے علاوہ کینیڈا، ملائشیا، ماریشس اور ری یونین میں اس زبان کے بولنے والوں کی خاصی تعداد موجود ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق چھیاسٹھ (66) ملین افراد یہ زبان بولتے ہیں۔

تامل زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ مکرم مولوی محمد علی صاحب H.A. نے کیا۔ ترجمہ اور نظر ثانی کے کام میں سہولت کے لئے ایک بورڈ تشکیل دیا گیا تھا جس کے حسب ذیل افراد ممبر تھے: مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج تامل ناڈو، مکرم مولوی محمد علی صاحب مبلغ میلا پالم، مکرم مولوی محمد ایوب صاحب مبلغ کوئمبٹور، مکرم ایس ایس حسن ابوبکر صاحب بی ایس سی۔ بی ایڈ، مکرم اے پی وائی عبدالقادر صاحب ایم اے تامل اور مکرم ایس خلیل احمد صاحب۔

یہ ترجمہ قرآن کریم تفسیر صغیر (از حضرت مصلح موعودؓ) کے مطابق کیا گیا۔ حاشیہ میں وضاحتی نوٹس بھی دئے گئے اور جیسا کہ جماعت کے زیر اہتمام شائع ہونے والے تراجم قرآن میں طریق ہے ترجمہ کے ساتھ عربی متن بھی دیا گیا ہے۔

اس کی ٹائپ سیٹنگ کا کام چنئی میں گریشم پریس میں ہوا۔ اس ترجمہ کا پہلا ایڈیشن جماعت کی صد سالہ جوبلی کے سال 1989ء میں لندن سے اور دوسرا ایڈیشن 2003ء میں امرتسر سے طبع ہوا۔ یہ ترجمہ قرآن کریم 25x36/32 سائز کے 1408 صفحات پر مشتمل ہے۔

✿✿✿✿✿✿

اُڑیہ (Oriya) زبان میں
ترجمہ قرآن مجید

اُڑیہ ہندوستان میں بولی جانے والی ایک زبان ہے جو زیادہ تر اڑیسہ کے صوبہ میں بولی جاتی ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق 31 ملین افراد یہ زبان بولتے ہیں۔

اُڑیہ زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کی سعادت مکرم عبدالقادر خان صاحب اور مکرم محمد انوار الحق صاحب کو ملی۔ اس کی نظر ثانی مکرم مولوی شیخ عبدالحلیم صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرم سید طاہر احمد کلیم صاحب نے کی۔ جبکہ پروف ریڈنگ مکرم عبدالقادر خان صاحب اور مکرم شیخ عبدالحلیم صاحب نے کی۔

یہ ترجمہ تفسیر صغیر کے مطابق ہے اور حاشیہ میں وضاحتی نوٹس بھی دئے گئے ہیں۔ 25x36/32 سائز کے 1128 صفحات پر مشتمل اُڑیہ ترجمہ قرآن کریم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر اسلام انٹرنیشنل پبلی کیشنز لمیٹڈ اسلام آباد۔ یوکے کے زیر اہتمام 1989ء میں لندن سے شائع کیا گیا۔ اس کی طباعت کے اخراجات مرکز نے ادا کئے۔

✿✿✿✿✿✿

آسامی (Assamese) زبان میں
ترجمہ قرآن مجید

آسامی، ہندوستان کے انتہائی مشرقی صوبہ آسام کی سرکاری زبان ہے۔ ہندوستان کے علاوہ بھوٹان اور امریکہ میں بھی اس زبان کے بولنے والے موجود ہیں۔ آسامی زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کا کام مکرم خان بہادر عطاء الرحمٰن خان صاحب (مرحوم) نے شروع کیا۔ آپ نے تئیس (23) پاروں کا ترجمہ کیا۔ بعد میں مکرم حبیب القادر صاحب نے آخری سات پاروں کا ترجمہ کر کے اس کام کو مکمل کیا۔ Mr. Kula Nath Gogai نے نظر ثانی کی اور پروف ریڈنگ اور پیج سیٹنگ کروائی۔

یہ ترجمہ قرآن حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ قرآن کریم کو سامنے رکھ کر کیا گیا۔

اس کا پہلا ایڈیشن 1990ء میں پانچ ہزار کی تعداد میں سٹیٹسمین کمرشل پرنٹنگ پریس کلکتہ سے شائع ہوا۔ یہ ترجمہ قرآن کریم 23x36/32 سائز کے 1032 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس ایڈیشن کی طباعت کے اخراجات دبئی، شارجہ اور اجمان کی جماعتوں نے ادا کئے۔

✿✿✿✿✿✿

گجراتی (Gujrati) زبان میں
ترجمہ قرآن مجید

گجراتی زبان ہندوستان کی ریاست گجرات کی مرکزی زبان ہے۔ اس کے بولنے والے ہندوستان کے علاوہ پاکستان، ساؤتھ افریقہ، یوگنڈا، تنزانیہ، کینیا، امریکہ، برطانیہ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فجی، کینیڈا، زیمبیا اور زمبابوے میں بھی پائے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا بھر میں 46.1 ملین افراد گجراتی زبان بولتے ہیں اور اس طرح یہ دنیا کی بڑی زبانوں میں 26ویں نمبر پر آتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر گجراتی زبان میں ترجمہ قرآن مجید کی سعادت مکرم اسحاق احمد عثمان میمن صاحب (مرحوم) آف یوکے کو حاصل ہوئی۔ آپ نے حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ کو پیش نظر رکھ کر گجراتی میں ترجمہ کیا اور تفسیر صغیر کے مطابق وضاحتی نوٹس شامل کئے۔ مکرم برہان احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ ممبئی کو آپ کی معاونت کی توفیق ملی۔ 25x36/8 سائز کے 876 صفحات پر مشتمل یہ ترجمہ قرآن مجید 1990ء میں یوکے میں اسلام انٹرنیشنل پبلی کیشنز کے زیر اہتمام Clays پریس میں شائع ہوا۔

ہندوستان میں اس کا باقاعدہ اجرا مہاراشٹر میں گورنر جناب سی سبرامنیم سوامی جی نے گورنر ہاؤس میں کیا جس میں شہر کے معززین اور اخباری نمائندے شامل ہوئے۔ اس تقریب میں قادیان سے مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب (مرحوم) ناظر اعلیٰ قادیان نے بھی شرکت فرمائی۔

✿✿✿✿✿✿

منی پوری (Manipuri) زبان میں
ترجمہ قرآن مجید

منی پور ہندوستان کے شمال مشرقی صوبہ منی پور کی زبان ہے۔ ہندوستان کے کئی دیگر صوبوں کے علاوہ بنگلہ دیش اور میانمار میں بھی اس کے بولنے والے پائے جاتے ہیں۔

منی پوری زبان میں ترجمہ قرآن مجید حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایات کے مطابق مکرم احمد حسن صاحب آف منی پور نے کیا۔ آپ نے یہ ترجمہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ قرآن کو پیش نظر رکھ کر کیا۔ یہ ترجمہ قرآن مجید 23x36/32 سائز کے 1037 صفحات پر مشتمل ہے۔

یہ پہلی بار 1991ء میں کلکتہ کے پریس سٹیٹسمین پر طبع ہوا۔ اس سلسلہ میں مکرم سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ، مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب، مکرم شاہد احمد صاحب سہگل اور کلکتہ کی جماعت نے تعاون کیا۔ مکرم ظفر احمد صاحب نیو انڈیا، مکرم شفیق سہگل صاحب مرحوم اور مکرم علی احمد صاحب نے منی پوری ترجمہ کی اشاعت کے لئے ایک ایک لاکھ روپیہ عطیہ دینے کی سعادت پائی۔

منی پوری زبان میں قرآن مجید کا یہ پہلا ترجمہ ہے جس کے شائع کرنے کی سعادت جماعت احمدیہ کو حاصل ہوئی۔

✿✿✿✿✿✿

تلگو (Telugu) زبان میں
ترجمہ قرآن مجید

تلگو زبان، ہندوستان کے صوبہ آندھرا پردیش کی مرکزی زبان ہے جو ہندوستان کی بڑی بڑی سٹیٹس میں سے ایک ہے اور آندھرا پردیش کے لوگوں کی یہ مادری زبان ہے۔ اس کے علاوہ یہ ہندوستان کے دیگر صوبوں تامل ناڈو، کرناٹک، مہاراشٹر، اڑیسہ، Chattisgarh اور جزائر انڈیمان اور نکوبار میں بھی بولی جاتی ہے۔ یہ دنیا کے چودھویں (14) بڑی زبان ہے۔ اور ہندوستان میں بولی جانے والی زبانوں میں تیسرے نمبر پر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ 75 ملین افراد یہ زبان بولتے ہیں۔

تلگو زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کی سعادت مکرم شیخ ابراہیم ناصر صاحب کو حاصل ہوئی۔ ترجمہ کی نظر ثانی ایک ہندو سکالر کے بعد مکرم شیخ ابراہیم ناصر صاحب اور مکرم عبدالرؤوف صاحب عاجز معلم سلسلہ نے کی۔ ترجمہ کے لئے تفسیر صغیر کو بنیاد بنایا گیا۔

پہلی بار یہ ترجمہ قرآن کریم 1991ء میں Rama Krishna Press حیدرآباد (انڈیا) میں پانچ ہزار کی تعداد میں طبع ہوا۔ یہ ترجمہ 23x36/32 سائز کے 767 صفحات پر مشتمل تھا۔ اس ایڈیشن کی طباعت کے اخراجات مکرم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد اور ان کے چھوٹے بھائی مکرم الحاج سیٹھ محمد اسماعیل صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ چنتہ کنتہ نے اپنے مرحوم والد مکرم سیٹھ محمد حسین صاحب کی طرف سے ادا کرنے کی توفیق پائی۔

یہی ترجمہ دوسری مرتبہ 2008ء میں Sohail Printers حیدرآباد میں محدود تعداد میں شائع ہوا اور اس ایڈیشن میں کوئی ترمیم یا اضافہ نہیں ہوا۔ صرف فونٹ سائز بڑھا کر اور پہلے ایڈیشن کے ساتھ شامل وہ ضمیمہ جس میں بعض غلطیوں کی نشاندہی کی گئی تھی ان تمام Spelling Mistakes کو درست کر کے ضمیمہ نکال دیا گیا۔ اس سلسلہ میں مکرم شبیر احمد یعقوب صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرم محمد لطیف شریف صاحب معلم سلسلہ نے خدمت کی توفیق پائی۔

اس ترجمہ کا تیسرا ایڈیشن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اردو ترجمہ قرآن کو سامنے رکھ کر تیار کیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ بھی مکرم شیخ ابراہیم ناصر صاحب نے ہی کیا ہے۔ انہوں نے مکرم سید رسول صاحب مبلغ سلسلہ کے ساتھ مل کر نظر ثانی کی۔ اس ایڈیشن میں ضروری جگہوں پر وضاحتی نوٹس بھی دئے گئے ہیں۔ اس کے 20x26/8 سائز کے 1612 صفحات ہیں۔ اور یہ حال ہی میں (2009ء میں) نظارت نشر و اشاعت قادیان کے زیر نگرانی امرتسر سے تین ہزار کی تعداد میں طبع ہوا ہے۔

ملیالم (Malayalam) زبان میں
ترجمہ قرآن مجید

ملیالم ہندوستان کے صوبہ کیرالہ کی مرکزی اور سرکاری زبان ہے۔ قریباً 37 ملین افراد یہ زبان بولتے ہیں۔ ہندوستان کے علاوہ Persian Gulf کی سٹیٹس اور ملائشیا اور سنگاپور میں بھی اس زبان کے بولنے والے کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

ملیالم زبان میں ترجمہ قرآن کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر مکرم ابوالوفاء صاحب نے تفسیر صغیر کے ترجمہ کو پیش نظر رکھ کر کیا۔ وضاحتی نوٹس بھی دئے گئے ہیں۔ ترجمہ کرتے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ارشاد پر بعض جگہوں میں ترامیم کی گئیں۔

اس سلسلہ میں مکرم ایم محمد اسمٰعیل صاحب، مکرم سی ایچ عبدالقادر صاحب، مکرم این کنجی احمد ماسٹر صاحب، مکرم پروفیسر بی محمود احمد صاحب، مکرم پی ایم عبدالعزیز صاحب، مکرم یو ابوبکر صاحب، مکرم سی ایچ عبدالشکور صاحب وغیرہم نے بھی تعاون کیا اور نظر ثانی وغیرہ امور میں مدد دی۔

اس ترجمہ کی ٹائپ سیٹنگ پرنٹ میڈیا کوچین کے ذریعہ ہوئی۔ ڈیزائننگ مکرم محمد اسمٰعیل صاحب الپپی اور مکرم عبدالعزیز صاحب ارنا کلم نے کی۔ 23x36/32 سائز کے 1180 صفحات پر مشتمل یہ ترجمہ قرآن مجید پہلی بار 1991ء میں دی سٹیٹسمین کمرشل پرنٹنگ پریس کلکتہ سے شائع ہوا۔ اگرچہ اس سے قبل غیر احمدیوں کے ملیالم زبان میں تراجم قرآن موجود تھے لیکن اللہ کے فضل سے ہمارا ترجمہ قرآن زبان کی سادگی اور گہری معرفت کی رو سے ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔

اس کا دوسرا ایڈیشن 2001ء میں نظارت نشر و اشاعت قادیان نے پرنٹ ویل پریس امرتسر سے شائع کیا۔ اس ایڈیشن میں مختصر انڈیکس بھی شائع ہوا جو مکرم مولانا محمد عمر صاحب اور مکرم محمد نجیب خان صاحب مبلغ سلسلہ نے تیار کیا۔ اس کے علاوہ حسب ضرورت بعض جگہ ترامیم بھی کی گئیں۔

پہلے اور دوسرے ایڈیشن میں بعض اغلاط سامنے آنے پر ان کی درستیاں کرنے کے بعد تیسرا ایڈیشن تیار کیا گیا۔ اور اس کا تیسرا ایڈیشن بھی تین ہزار کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے۔

مراٹھی (Marathi) زبان میں
ترجمہ قرآن مجید

مراٹھی ہندوستان کی چوتھی بڑی زبان ہے اور صوبہ مہاراشٹر کی سرکاری اور مرکزی زبان ہے۔ دنیا بھر میں 90 ملین سے زائد افراد مراٹھی بولتے ہیں۔

مراٹھی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ اشوک شاکھارام قدم، انچارج دفتر اجرا زبان مراٹھی نے کیا اور اس پر نظر ثانی ایک کمیٹی نے کی جس کے ممبران مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب آف عثمان آباد، مکرم فضل احمد خان صاحب ممبئی اور مکرم برہان احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ ممبئی تھے۔ ہمارے اس ترجمہ سے پہلے جماعت اسلامی کی طرف سے ترجمہ شائع ہو چکا تھا لیکن بعد میں ہمارے ترجمہ کی مدد سے دوسروں نے اپنے تراجم شائع کئے اور ان میں درستیاں کیں۔

جماعت کی طرف سے پہلی بار مراٹھی ترجمہ قرآن مجید کی اشاعت 1992ء میں ہوئی۔ اس کا اجراء گورنر ہاؤس میں جناب سبرامنیم سوامی گورنر مہاراشٹر نے کیا۔ اس تقریب میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب (مرحوم) ناظر اعلیٰ قادیان نے بھی شمولیت فرمائی۔

اجراء کی تقریب میں شہر کے معززین اور اخباری نمائندے موجود تھے۔ اگلے روز بہت سے اخبارات نے مراٹھی ترجمہ قرآن مجید کے اجراء کی خبریں شائع کیں۔ دوردرشن ٹی وی سے بھی اجراء کی یہ تقریب دکھائی گئی۔

کشمیری (Kashmiri) زبان میں
ترجمہ قرآن مجید

کشمیری زبان میں ترجمہ مکرم غلام نبی ناظر صاحب نے کیا اور مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب اوگاہی اور مکرم خواجہ عبدالسلام ٹاک صاحب حال سرینگر کو آپ کے ساتھ نظر ثانی میں معاونت کا موقع ملا۔ مکرم رحمٰن راہی صاحب نے بھی تعاون کیا۔ تاہم مکرم سید عبدالحئی صاحب ناظر اشاعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے اس پر مکمل طور پر نظر ثانی کی۔ مکرم عبدالحمید ٹاک صاحب امیر جماعت احمدیہ کشمیر اور مکرم غلام نبی صاحب نیاز مبلغ سرینگر کو معاونت کی توفیق ملی۔

مکرم سید عبدالحئی صاحب ناظر اشاعت (صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان) تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے کشمیری ترجمہ کا کام امیر جماعت ہائے احمدیہ جموں و کشمیر جناب عبدالحمید صاحب ٹاک کے سپرد فرمایا تھا۔ محترم ٹاک صاحب نے اس کام کے لئے کشمیری زبان کے ادیب اور شاعر مکرم غلام نبی صاحب ناظر کو منتخب کیا۔ مکرم ناظر صاحب عربی نہیں جانتے تھے۔ انہوں نے کوشش کی کہ تفسیر صغیر کے اردو ترجمہ کو اپنی سمجھ کے مطابق کشمیری زبان میں ڈھالیں۔ مکرم ناظر صاحب نے جب ترجمہ مکمل کر لیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ میں اس ترجمہ پر نظر ثانی کروں۔ میں نے جدید کشمیری رسم الخط اور کشمیری زبان کے جدید اسلوب سے واقفیت حاصل کر کے ترجمہ پر نظر ثانی مکمل کی۔ یہ ترجمہ کشمیر گیا اور وہاں اس کی کتابت ہوئی۔ پھر یہ کتابت شدہ مسودہ میرے پاس دوسری نظر ثانی کے لئے آیا۔ یہاں اسے طباعت کے لئے سیٹ کیا گیا اور 500 کی تعداد میں نمونتاً پاکستان میں طبع کروایا گیا۔ پھر اسے قادیان سے زیادہ تعداد میں طبع کروایا گیا لیکن افسوس ہے کہ اس کی وسیع پیمانہ پر تقسیم یا فروخت نہیں ہوئی جس کی بڑی وجہ کشمیر کے معروضی حالات تھے اور تقسیم ملک کے بعد کشمیری زبان دسویں جماعت تک پڑھائی جاتی تھی اس سسٹم کو ختم کر دیا گیا جس کی وجہ سے موجودہ نسل کشمیری پڑھنے میں دقت محسوس کرتی ہے۔ ان کے لئے اردو اس سے آسان ہے۔ جماعت کے اس ترجمہ سے پہلے کشمیری زبان میں صرف واعظ محمد یوسف شاہ صاحب کا ترجمہ ہی موجود ہے جو تفسیری ترجمہ ہے۔ ہمارے ترجمہ میں تفسیر صغیر کے حواشی کے علاوہ جماعتی علم کلام پر مشتمل حواشی بھی ہیں اور مختلف مقامات پر وضاحتی نوٹس بھی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے تفسیر صغیر میں بعض آیات کے ترجمہ پر نظر ثانی فرمائی تھی اسے بھی ترجمہ میں ملحوظ رکھا گیا ہے''۔

یہ ترجمہ 20x26/8 سائز کے 964 صفحات پر مشتمل ہے۔ ہندوستان سے اس کی پہلی بار اشاعت 1998ء میں نظارت نشر و اشاعت قادیان کے زیر اہتمام امرتسر کے پرنٹ ویل پریس سے ہوئی۔

گناہ سے بچنے کے دو بڑے گُر

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

گناہ سے بچنے کے دو بڑے گُر ہمیشہ یاد رکھو:

اوّل: ہر وقت دل میں یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال دیکھتا اور جانتا ہے۔

دوم: اللہ تعالیٰ کی اس صفت پر ایمان لاؤ وَاللّٰہُ مُخْرِجٌ مَّا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ (البقرۃ:73)۔ یعنی جو گناہ ہم پوشیدہ ہو کر کریں گے اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کر دے گا۔

(الحکم 24/جون 1903ء، صفحہ 5)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

سرسیّد احمد خان کے ایک مرید جو بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں آ گئے

''یادگارِ عبدالکریم'' حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کی سوانح کا ایک غیر مطبوعہ باب

(احمد طاہر مرزا بدوملہوی۔ربوہ)

یہ امّت مرحومہ تیرہویں اور چودہویں ہجری صدیوں میں الٰہی نوشتوں کے مطابق اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے ایک مَامُوْر مِنَ اللّٰہ ومہدیٔ معہود کی متلاشی ومنتظر تھی۔ برّصغیر اور عرب ممالک کی بعض شخصیات کے بارہ میں بعض علماء واکابرین کی یہ رائے تھی کہ شاید اسلام کا احیائے نو ان سے وابستہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے زُعم میں ایسی شخصیات کے سینکڑوں مرید ہوگئے۔ برّصغیر کی ان سرکردہ شخصیات میں سرسیّد احمد خان بالقابہ کا نام نمایاں اہمیت کا حامل ہے۔ سیالکوٹ کے ایک جوشیلے نوجوان مولوی عبدالکریم سیالکوٹی بھی عین جوانی کی عمر میں 1875ء کے لگ بھگ ان کے مرید ہوگئے۔ اور یہ پیری مریدی کا عرصہ 23 سال پر محیط ہے اور ایسے مرید ہوئے کہ سرسیّد احمد خان کی کوئی تحریر، مضمون، مقالہ یا خطاب چھوڑتے ہی نہیں تھے جب تک کہ اسے پڑھ نہ لیں یا اس تقریب، جلسہ اور کانفرنس میں شامل نہ ہو جائیں جس میں سرسیّد صاحب کا لیکچر یا تقریر ہوتی۔ سیّد صاحب موصوف کے مقالات ومضامین کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ اس کی ایک جھلک حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی کے مرتب کردہ ''مقالات سرسید'' سے ہوتی جو کئی جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ سرسیّد صاحب کی تحریرات یقیناً کئی ہزار صفحات پر مشتمل ہیں۔ سید صاحب کے خطوط اور رسائل بھی حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی نظر سے پوشیدہ نہ رہے۔ چودہویں ہجری صدی میں برصغیر میں ہزاروں دردمندان اسلام دل موجود تھے جن میں سے سینکڑوں بدرِ منیر حضرت امام مہدی آخرالزمان کے دعویٰ کے بعد آپ کے مرید ہوگئے۔

سرسید مرحوم کو علمی حلقہ میں ایک خاص مقام حاصل تھا۔ حضرت مولانا سیالکوٹی، حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بیعت سے قبل سرسید احمد خان صاحب کے خاص مرید تھے اور ان سے مولانا موصوف کو احیاء اسلام کی امیدیں وابستہ تھیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت مولوی صاحب شروع شروع میں سرسیّد احمد خان صاحب کے ہم خیال یعنی نیچری تھے اور انہی کے زیر اثر آپ کی طبیعت میں کچھ نیچریت پائی جاتی تھی اور انہی کی تفسیر پڑھ کر آپ پہلے سے ہی وفات مسیح کے قائل ہو چکے تھے۔ تاہم سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے غلامی میں آنے کے بعد آپ سے نیچریت کا رنگ دُھل گیا اور آپ فنا فی اللّٰہ ہوگئے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت مولوی صاحب سرسیّد احمد خان صاحب کی قومی خدمات کی بدولت بعد میں بھی ان کی مالی تحریکات میں حصہ لیتے رہے۔ چنانچہ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی روئیدادوں میں چوتھے سالانہ اجلاس منعقدہ 1889 اور آٹھویں سالانہ اجلاس 1893ء میں علی الترتیب ذیل کے اندراج موجود ہیں:

مولوی عبدالکریم صاحب مدرس بورڈ سکول سیالکوٹ نے پانچ روپے اور دو روپے دیئے۔

یہ ضروری نہیں کہ ان اجلاسات میں آپ شریک بھی ہوئے ہوں۔ البتہ بیعت مہدی آخرالزمان علیہ السلام سے قبل آپ سرسید احمد خان صاحب کے اجلاسات میں شریک ہوتے رہے۔ چنانچہ پہلی بار آپ سے حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی ملاقات وہیں ہوئی تھی۔ جبکہ نواب صاحب نے حضرت اورنگ زیبؒ کے سوانح پر تقریر کی اور حضرت مولوی صاحب نے اسے پسند کیا۔ (رسالہ اصحاب احمد، مؤلفہ ملک صلاح الدین، جلد اول، نمبر3، 1955ء ص16)

آپ نے خود اس بات کا اظہار کیا کہ مَیں نے سیّد صاحب کی کوئی تحریر نہیں چھوڑی جو میری نظر سے نہ گزری ہو۔ حضرت مولوی صاحب اپنے لیکچر ''حضرت مسیح موعودؑ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کیا اصلاح اور تجدید کی'' میں سرسید احمد خان صاحب کے عقائد کی بابت لکھتے ہیں:

''سید احمد خان صاحب نے (خدا تعالےٰ اُن کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے) جو کچھ دعا اور وحی اور الہام و رؤیا اور حقیقت کتاب اللہ کے متعلق لکھا ہے، بالکل سطحی اور یورپ کے خشک فلسفیوں کے نقشِ قدم کی پیروی یا اُنہی کی تالیفات کے باللفظ ترجمے ہیں۔ اُنہوں نے مُنہ زور میٹر لیسٹوں (Materialists) اور فلسفیوں کے تیر باراں سے ڈر کر اپنی اُن پھونس کی ٹٹیوں میں پناہ تو لی۔ مگر ان کی تحقیقات کا نتیجہ سخت قابل افسوس ہوا۔ ان انکاروں یا تحریفوں یا تسویلوں کی وجہ سے اُن کے اور اُن کے انفاس کی قدر کرنے والوں کے پاک تعلقات خدا تعالےٰ سے نہ رہے اور اتباع کی توفیق اس گروہ سے چھن گئی۔ میرا خیال ہے کہ نیک نیتی نے ناواقفیت علم نبوت کی تاریکی میں اُن سے یہ حرکات سرزد کروائیں۔ وہ اپنے زعم میں سچے مذہب کی طرف دفاع کرتے تھے اور میرا خیال ہے کہ خدا تعالیٰ نے دل میں ٹھانی ہوئی حسنات کے سبب سے اُن کے سیئات کو دامن غفران سے ڈھانک دیا ہوگا۔

سورۃ یوسف کی تحریک مجھے اس سے ہوئی کی کہ گجرات کے ایک شخص نے میرے ایک دوست کے خط کے جواب میں لکھا کہ زہد اور تقویٰ سیّد احمد بریلوی پر ختم اور معارف وحقائق عقلیہ سید احمد خان علیگڑھی پر ختم ہوگئے۔

مَیں اس بارہ میں یہ دکھانا چاہتا ہوں اور محض خدا تعالیٰ کے دین کے اعلاء اور مرسل اللہ کے اِبراء کے لئے معارف وحقائق قرآنیہ خدا تعالےٰ نے مخصوصاً ہمارے مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے اتباع کو عطا کئے ہیں اور اغیار ان میں قطعاً شریک نہیں اور سید صاحب مرحوم کی تفسیر نے ایک خشک عقلی کتاب یا ایک سطحی دینی کتاب کے سِوا اللہ تعالیٰ کی بے نظیر کتاب قرآن کریم کا کوئی ثبوت نہیں دیا۔ اس مقابلہ کے لئے مَیں نے اس سورہ شریفہ کو اس لئے اختیار کیا کہ اس میں رؤیا، وحی، الہام، دعا، قرآن کریم کا لفظاً ومعناً معجزہ ہونا وہ سارے امور ہیں جو مابہ الامتیاز ہیں۔ اسلام میں اور دیگر مذاہب میں اور انہیں امور کی بحثوں میں سیّد صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ محض سطحی اور الٰہیات میں مطلقاً دسترس رکھنے والے شخص نہ تھے اور آخر کار مرسل اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے ہی اسلام کے نادان دشمنوں اور نادان دوستوں کی تردیدوں اور تائیدوں سے پاک اور مستغنی دکھایا اور آپ کے اعمال اور اقوال نے ایک زمانہ پر آشکارا کر دیا کہ حقیقتاً یہ وہی شخص ہے جس کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سلام امانت رکھا تھا۔

فیضانِ صحبت

میرے دل میں ہر وقت یہ تڑپ رہتی ہے کہ وہ ذوق اور بصیرت امور دین میں جو اس برگزیدۂ خدا کے فیضان صحبت سے مجھے حاصل ہوئی ہے۔ خشک فلسفہ یا نیچریت کے دلدادہ اور زہد رسمی اور تقشّف عادی کے خوکردہ بھی اس طرف توجہ کریں اور محظوظ ہوں۔

مَیں نے تیئیس برس تک سیّد (احمد خان) صاحب کی تصانیف کو پڑھا اور خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ سیّد صاحب کے ہم آواز ہونے کے ایام میں مَیں منافق یا مقلد نہ تھا۔ میرے احباب خوب جانتے ہیں کہ اخلاص اور سرگرمی سے ان خیالات کی تائید کرتا اور عالم السر والعلن گواہ ہے کہ اُس وقت نیّت نیک اور رضائے حق مطلوب تھی۔

سرسیّد احمد خان کے زیر اثر رہنے کے نتائج

مارچ 1889ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شرف بیعت حاصل کیا۔ 1891ء میں آپ کی پاک صحبت میں علوم وحقائق مجھ پر منکشف ہوئے کہ میرے سینہ کو لوث اغیار سے دھو ڈالا۔ اپنے ذاتی تجربہ اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ سید صاحب مرحوم کے مذہبی خیالات خدائے ذوالعجائب کے پانے کی راہ میں خطرناک روک ہیں۔ کاش وہ جو اس زہر سے ناواقف ہیں اور شیر شیریں کی طرح اسے مزے لے لے کر پی رہے ہیں، ایک تجربہ کار کی سنیں۔ میں نے دونوں راہیں خوب دیکھی ہیں اس لئے مجھے حق پہنچتا ہے کہ میں ایک ناصح شفیق ہادی کی صورت میں ناواقفوں کو آگاہ کروں کہ ضلالت سے بچ جائیں۔......''

(لیکچر: حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے کیا اصلاح اور تجدید کی، بار اول۔ قادیان: انوار احمدیہ، 1900ء صفحہ 63-66)

ایک ایسا شخص جو سرسیّد احمد خان صاحب مرحوم کا سولہ سترہ سال عین جوانی کی عمر سے مرید رہا ہو اور ان کی تحریر وتقریر کا ایک شوشہ ونقطہ اس کی نظر سے اوجھل نہ ہوا ہو۔ تو ناگہاں چند ماہ میں آخر وہ کیا چیز اس نے حاصل کر لی کہ تیئیس سالہ رفاقت وعقیدتِ قدیمی ودائمی کو یکلخت خیر باد کہہ دیا۔ اس کا اظہار اس سچے عاشق کی زبانی ہی سنتے ہیں۔ جس سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سیدنا حضرت اقدسؑ نے اپنے غلاموں میں کیا پاک تبدیلی فرمائی اور نیز یہ کہ حضرت مولوی صاحبؓ نے کیونکر سرسیّد احمد خان صاحب مرحوم کی دیرینہ ارادت کو چھوڑا۔ اکتوبر 1899ء حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْآ اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (التوبہ:122)

''یہ تو ہو نہیں سکتا کہ کل مومن اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلیں اور اپنے وطنوں کو چھوڑیں۔ کیوں ایسا نہ ہونا چاہئے کہ ہر فرقہ اور جماعت میں سے چند آدمی خدا تعالیٰ کی راہ میں نکلیں اور اپنے آرام اور اوطان کو چھوڑ کر خلیفۃ اللہ کی خدمت میں آ کر رہیں اس لئے کہ دین کی سمجھ پیدا ہو اور خلیفۃ اللہ کے مبارک منہ کی پاک باتیں سن کر اور اس سے سبق لے کر اپنی قوم کے پاس واپس جاویں اور اہلِ غفلت کو ڈراویں اور بیدار کریں شاید وہ خوف کر جاویں۔

مَیں نے بہت غور کی ہے اور میری عمر کا بہت بڑا حصہ اسی غور وفکر میں گزارا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بات کا گواہ ہے کہ مجھے ہوش کے زمانہ سے یہی شوق دامنگیر رہا کہ خدا کی رضا کی راہیں حاصل کروں اور میری بڑی خواہش اور سب سے بڑی آرزو یہی رہی ہے کہ کسی طرح اپنے مولیٰ کریم کو راضی کروں۔ حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ (خدا تعالیٰ ان پر اپنا بے حد فضل کرے) سے مجھے اللہ تعالیٰ سے ملا دیا اور اس طرح مجھے دین کی طرف اور قرآن کریم سے معارف اور حقائق کی طرف توجہ ہوئی مگر بایں ہمہ بعض اخلاق ردّیہ کی اصلاح نہ ہوئی اور طبیعت معاصی کی طرف اس طرح جاتی جیسے ایک سرکش جانور بے اختیار دوڑتا ہے اور قابو سے نکل جاتا ہے اور میری روح میں وہ میری اور لذت نہ ہوئی جس کا کہ مَیں جویان تھا۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم کے حقایق ومعارف مَیں نے حضرت مولانا صاحب کے منہ سے سنے اور بہت فیض اٹھایا اور مَیں اعتراف کرتا ہوں کہ پختہ مسلمان اور حنیفہ بن گیا۔ لیکن مَیں نہیں جانتا کہ وہ کیا بات تھی جس سے روح میں ایک بیقراری اور اضطراب محسوس ہوتا تھا اور سکون اور جسمیت خاطر جس کے لئے صوفی تڑپتے ہیں میسر نہ آتی تھی اور اس اثنا میں میں ایک بڑی ناسزا بات اور ناشدنی گردن زدنی عقیدہ کی پرورش میں بڑا متوجہ تھا اور گویا بغل میں ایک بعل اور لات کو رکھتا تھا اور دل میں سمجھتا تھا کہ یہ خدا کی رضا کی راہ ہے مگر خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس کے اختیار کرنے میں بھی نیّت نیک تھی۔

سید احمد خان صاحب کے خیالات کا ابھی میں سترہ یا اٹھارہ برس کی عمر کا سادہ لڑکا تھا کہ سیّد صاحب کے خیالات کے پڑھنے کا مجھے موقع ملا۔ یعنی ''تہذیب اخلاق'' جو سیّد کے خیالات اور معتقدات کا آئینہ تھا میں اسے شروع اشاعت سے پڑھنے لگا اور تیس برس کی عمر تک اس میں متوغل رہا۔ سیّد صاحب کے قلم سے کوئی ایسا لفظ نہیں نکلا اِلّا ماشاء اللہ جو میں نے نہ پڑھا ہو۔ ان کی تفسیر کو بڑے عشق سے پڑھتا۔ برابر بیس بائیس برس کا زمانہ تھوڑا نہیں ایک بڑی مدت ہے۔

اس عرصہ میں بھی میری روح کو طمانیت اور سکینت حاصل نہ ہوئی اور وہی اضطراب اور بیقراری دامنگیر رہتی بلکہ بعض بعض اوقات میں اپنی تنہائی کی گھڑیوں میں ہلاک کرنے والی بے چینی محسوس کرتا اور میں آخر اس نتیجہ پر پہونچتا کہ ہنوز اگر خدا تعالیٰ کو خوش کیا ہوتا اور واقعی خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا ہو گیا ہوتا تو ضرور تھا کہ سکینت اور طمانیت کا سرد پانی میرے ابلتے ہوئے کلیجہ کو ٹھنڈا کرتا۔ اس خیال سے تردد، تذبذب اور پریشانی اور بھی بڑھتی گئی۔

میرے مخدوم مولوی (حضرت مولانا نورالدین بھیرویؓ) صاحب بھی سیّد صاحب کی تصانیف منگواتے اور صفات الٰہی کے مسئلہ میں ہمیشہ سیّد صاحب سے الگ رہے اور مَیں ان کے ساتھ ہو کر بھی سیّد صاحب کی ہر بات کی پچ کرتا اور کبھی مولوی صاحب مجھ سے الجھ بھی پڑتے مگر مَیں اقرار کرتا ہوں کہ وہ میرے اس جنّ کے نکالنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ ''فتوحات ابن عربی'' اور امام غزالی کی ''احیاء العلوم'' کو مَیں نے کئی بار پڑھا اور خوب غور اور تدبر سے پڑھا مگر مَیں سچ کہتا ہوں کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کا ہی معاملہ رہا۔ شاید میری روح ہی ایسی تھی کہ تسلی نہ پا سکتی تھی یا وہ خیالات واقعی طمانیت کا موجب نہ تھے۔ مگر اب کہوں گا کہ وہ خیالات ہی یقیناً یقیناً تسلی بخش راہ نہ دکھا سکتے تھے۔

بہرحال مَیں اس کو گناہ نہ سمجھتا تھا دل بیقرار رہتا تھا اور ایک دھڑکا لگا ہوا تھا۔ مَیں نے کئی بار رؤیا میں دیکھا کہ بڑے جلتے ہوئے شعلے مارتی ہوئی آگ کے بھٹوں میں اور کوندتی ہوئی بجلیوں میں ڈالا گیا ہوں اور پھر کئی بار بصیرت کی آنکھ سے دیکھا کہ بہشت میں ڈالا گیا ہوں۔ مگر مَیں وجوہات اور اسباب کو نہ سمجھتا تھا۔ اسی بیقراری اور اضطراب میں میری عمر کا ایک بڑا حصہ گزر گیا یہاں تک کہ حضرت مولوی نورالدین کے طفیل سے امام الزمان، نور مرسل اور خلیفۃ اللہ کی صحبت نصیب ہوئی۔ حضرت مولانا نورالدین کو تو بہت برس پیشتر براہین احمدیہ کے اشتہار کی ایک پرچہ نے اس نور کا پتہ دیدیا تھا اور اس وقت ہمارے آقا و امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابھی گوشہ گزین تھے اور کجدار و مریض دنیا میں ہنوز قدم نہ رکھا تھا۔ غرض مولوی صاحب نے مجھے امام الزمان کے متعلق فرمایا۔ چونکہ مولوی صاحب کے ساتھ ایک خاص محبت اور ان پر اعلیٰ درجہ کا حسن ظن تھا سو مَیں نے مان لیا مگر وہ بصیرت اور معرفت نصیب نہ ہوئی۔

مارچ 1889ء کا ذکر ہے کہ حضرت امام علیہ السلام نے بیعت کا اشتہار شائع کیا اور مولوی صاحب لدھیانہ تشریف لے گئے اور مجھے بھی ساتھ لے گئے۔ مَیں صاف کہوں گا کہ مَیں اپنی خوشی سے نہیں گیا بلکہ زور سے ساتھ لے گئے۔ ان دنوں میں بیعت کرنے کا اوّل فخر مولوی صاحب کو ہوا۔ مگر مَیں اس وقت بھی اَڑ گیا اور روح میں بیّن کشایش اور سینہ میں انشراح نہ دیکھ کر رکا رہا۔ مولوی صاحب کے اصرار اور الحاح سے بیعت کر لی۔ یہ سچا اظہار ہے شاید کسی کو فائدہ پہنچے۔ اس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دل و روح میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہونی شروع ہوئی۔ میں نے اس دوا کو جن کا میں ایک عرصہ دراز سے جویان تھا قریب یقین کیا۔ میرے دل میں ایک سکینت اترتی ہوئی محسوس ہوتی تھی اور دل میں ایک طاقت اور لذت آتی معلوم ہونے لگی۔ یہاں تک کہ 1890ء میں مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کا اعلان ہوا اور اس سال کے آخر میں حضور نے مجھے خط لکھا کہ مَیں 'ازالۂ اوہام' تصنیف کر رہا ہوں اور بیمار ہوں کاپیاں پڑھنی پروف دیکھنے خطوط لکھنے کی تکلیف کا متحمل نہیں ہو سکتا جس طرح بن پڑے آجائیں۔ ادھر سے مولوی نورالدین صاحب کا خط آیا کہ حضرت کو تکلیف بہت ہے لدھیانہ جلدی جاؤ۔ اس وقت میں مدرسہ میں مدرس تھا۔ وہاں سے رخصت لے کر لدھیانہ پہنچا اور مَیں اقرار کرتا ہوں کہ ہنوز دنیا اور ہوائے دنیا سے میرا دل سیر اور نوکری سے قطعاً بیزار نہ ہوا تھا اور جو دس پندرہ روپے ملتے تھے انہیں غنیمت سمجھتا تھا اور عزم تھا کہ اختتام پر پھر اس سلسلہ کو اختیار کروں گا۔

مگر جب مَیں تین ماہ تک حضرت اقدسؑ کی صحبت میں رہا اور یہ پہلا موقعہ اتنی دراز صحبت کا ملا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ خیال اور وہ آرزو کدھر گئی۔ اس قسم کے خیالات سے میری روح کو صاف کر دیا گیا اور میرا سینہ دھو دیا گیا اور اندر سے آواز آئی کہ تو دنیا کے کام کا نہیں۔ بس پھر کیا تھا تین ماہ کی رخصت کے پورے ہوتے ہوئے یہ سب خیالات جاتے رہے اور پھر نہ واپس نہ استعفیٰ۔ خدا تعالیٰ نے دنیا کی دلدل سے مجھے بالکل نکال دیا۔ اس وقت (1890ء) سے لے کر 1893ء تک مجھ کو چھ چھ مہینے اور برس تک بھی حضرت اقدسؑ کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا اور اب تو ایک سکنڈ اور طرفۃ العین کے لئے بھی میری روح جدائی گوارا نہیں کرتی اور ایک خوبصورت امید میرے سینہ میں ہے کہ انشاء اللہ میرا جینا میرا مرنا ان ہی پاؤں میں ہوگا اور اگر میں اب یہاں سے چند روز کے لئے کہیں جاتا ہوں تو دل کی آرزو کے خلاف مجبوراً پکڑا جاتا ہوں۔

غرض پھر مجھے آپ کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا اور اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ وہ بڑا ایمان جس کو سیّد احمد خان کے خیالات سے اقتباس کیا تھا وہ روح کو تقویٰ و طہارت بخشنے والی اور سچی سکینت دینے والی شے نہ تھی۔ وہ ایک فلسفیانہ اور خوابہائے پریشان کا سرجوش ایمان یا جذبہ تھا۔ ایک ایک وقت میں ان خیالات پر غور کرنے سے میری روح تڑپ تڑپ گئی ہے اور جسم پر لرزہ پڑ گیا ہے اور کہ مَیں کبھی جس کو صراط مستقیم سمجھتا تھا وہ خدا سے دور ڈالنے والی خطرناک راہ تھی۔ میں راستی سے کہتا ہوں اور خدا گواہ ہے کہ ان خیالات کے متعلق حضرت اقدسؑ سے کبھی کوئی مباحثہ نہیں ہوا بلکہ صرف اس کے منہ سے پاک باتیں سنتا رہا اور صفات الٰہی اور قرآن کریم کی عظمت اور خوبیوں کے تذکرے سنتا رہا۔

پھر آپ کی زندگی اور تعلیم و عمل نے بتایا کہ خدا کا متصرف اور زندہ ہونا اور متکلّم خدا ہونا نہ کسی پہلے زمانہ میں تھا بلکہ اب بھی اسی طرح پر وہ حی، قیوم، متکلّم، اور متصرف خدا ہے۔ ان باتوں کو جب سنا۔ نہیں نہیں دیکھا تو جیسے ایک گھٹا ٹوپ اندھیرے میں چراغ کے آجانے سے ہر ایک چیز قرینہ سے رکھی ہوئی اور سجی ہوئی نظر آتی ہے میں نے اپنے اندر ایک روشنی دیکھی اور معرفت کا نور اور بصیرت کا چراغ میرے سینہ میں نظر آنے لگا۔ میں سمجھتا تھا کہ سیّد احمد خان کے خیالات میرے دل سے نہ نکل سکیں گے لیکن آخر خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ان کو ایسا نکالا کہ گویا کبھی تھے ہی نہیں۔ **والحمد للہ علیٰ ذالک۔**

اور اب مَیں خدا تعالیٰ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ محض امام الزمان کی صحبت کے طفیل سے ان خیالات سے مجھے اس سے کہیں زیادہ نفرت اور بیزاری ہے جیسے اور مردار کھانے سے۔ اور مَیں پھر کہتا ہوں کہ یہ شہادت اپنی تبدیلی کی محض اس لئے پیش کی ہے کہ تا کسی سوچنے والے دل اور غور کرنے والی طبیعت کو ہدایت اور نور کی طرف رہبری کر سکے اور یہ بتلایا جاوے کہ کفر اور شرک سے شدید بغض اور نفرت جو ایمانی غیرت کا تقاضا اور نور اور توحید سے محبت یہ اس ایک ہاں اسی ایک انسان کے پاک انفاس کا نتیجہ ہے۔ مَیں اللہ لئے یقین دلاتا ہوں کہ کفر اور لوازم کفر سے بغض رکھنا اور اسے دل میں مردار اور سؤر سمجھنا یہ ہر ایک انسان کا خاصہ اور ہر ایک کا دل گردہ نہیں اور جب تک ایک ہادی اور مرشد ایسا نہ ہو کہ اسے قلباً شرک سے بیزاری ہو اور اس کے انفاس طیبہ میں کفر سے بیزاری بخشنے والی پوری تاثیر نہ ہو جب تک انسان معاصی اور کفر اور فسق کی راہوں سے بچ نہیں سکتا۔ خدا کا شکر ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہمارے آقا و مرشد جانشین محمدؐ احمد مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام بھی کفر سے سچے بیزار ہیں اور آپ کی صحبت اور آپ کے کلام سے مستفید ہونے والا بھی کفر سے واقعۃً بیزار ہو جاتا ہے اور کوئی گدی اور کوئی سلسلہ ایسا نہیں جو گناہ سے سچی نفرت دلا سکے اور جسے کفر و شرک سے لڑائی رہتی ہو اگر کوئی ہے تو ازراہِ کرم بتاؤ۔

میرے دوستو! ایک ہی انسان ہے جس کی صحبت میں آج گناہ سے نفرت، خدا سے الفت، رسولؐ سے الفت پیدا ہو سکتی ہے اور اس کو اس لئے بیان کیا ہے تا کہ میرے دوستوں اور بھائیوں کو فائدہ اور دوسروں کو سبق ملے۔ باوجود اس کے کہ میں تا باستطاعت قرآن، فقہ، حدیث اور دین کی ضروری کتابیں پڑھتا مگر خود بخود بلا مدد دیگرے اس منزل تک نہ پہنچ سکا جہاں مجھے پہنچنا تھا اور جو میری روح کی تسلی اور اطمینان کے لئے ضروری تھی جب تک کہ مجھے صحبت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔

اکثر کہتے ہیں کہ قرآن اور حدیث کے ہوتے ہوئے کس امام کی ضرورت تھی۔ وہ احمق ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ باوجودیکہ آنکھوں میں نور اور کانوں میں شنوائی کے پردے موجود ہیں لیکن پھر بھی آفتاب اور ہوا کے بدوں وہ سن نہیں سکتے اور نہ دیکھ سکتے ہیں۔ لاریب قرآن کریم ایک خدا اور معرفت کی شمع روشن ہے لیکن ایک زندہ نمونہ پکار رہے جو قرآن کی طرف لے جا سکے اور قرآن سمجھا سکے۔ اب بھی اس کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسے حضور حامل قرآن علیہ صلوات الرحمٰن کے عمل کی قرآن کے ساتھ ضرورت تھی۔ کاش لوگ سمجھیں۔ اسی لئے تو خدا کہتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ تقوی اللہ اور ایمان کی حقیقت معلوم کرنی چاہتے ہو بلکہ اپنی زندگی اور روح میں اس کے اثروں کو محسوس اور اس کی کیفیتوں سے محظوظ ہونا چاہتے ہو تو امام کی صحبت کا شرف حاصل کرو اور چونکہ سب کے سب نہیں آ سکتے اس لئے ایسا ہونا چاہئے کہ ہر محلّہ اور ہر شہر میں سے ایک یا دو آدمی جو سمجھدار اور بہ فراست اور ملکہ رکھتے ہوں اور خدا کی پاک باتوں کے سننے کا مذاق رکھتے ہوں وہ آئیں اور آسمانی علوم سے حصہ لیں۔ عزیزو! بڑی ضرورت ہے امام کے پاس بیٹھنے کی اور اس کی باتوں کا سننا بڑی بات ہے اگر کوئی اس امر سے بے نیازی ظاہر کرتا ہے تو وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے۔ بے نیاز ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

(الحکم قادیان 31/ اکتوبر 1899)

انجام کار

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پیشگوئیوں میں ان کے انجام کی خبر دے دی تھی۔ افسوس کہ انہیں حضرت امام مہدی علیہ السلام آخرالزمان پر جن کی انتظار میں کروڑوں روحیں ترستی گزر گئیں ایمان لانا نصیب نہ ہوا۔ انہوں نے باوجود اس کے کہ وہ مبارک عہد امام الزمان بھی پایا تاہم ایمان سے محروم رہے۔

نزول المسیح میں حضورؑ نے تین پیشگوئیوں میں سر سید کا تصفیہ فرما دیا۔ پیشگوئی نمبر 43 میں اور پھر اسی کتاب میں پیشگوئی نمبر 47 اور پیشگوئی نمبر 48 میں۔ پیشگوئی نمبر 47 میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''20/ فروری 1886ء میں ابتداء اور 12/ مارچ 1897ء میں ثانیاً یعنی بذریعہ اشتہار ایک پیشگوئی شائع کی تھی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ سید احمد خان کے سی ایس آئی کو کئی قسم کی بلائیں اور مصائب پیش آئیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا کہ اوّل تو اخیر عمر میں سید صاحب کو ایک جوان بیٹے کی موت کا جانکاہ صدمہ پہنچا اور پھر قوم مسلمان کا ڈیڑھ لاکھ روپیہ جو ان کی امانت میں تھا اُن کا ایک معتمد علیہ شریر ہندو خیانت سے غبن کر کے ان کو ایسا صدمہ اور ہم و غم پہنچا گیا جس سے اُن کی تمام اندرونی طاقتیں اور قوتیں یک دفعہ سلب ہو گئیں اور جلد انہوں نے راہِ عدم دیکھا۔''

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد نمبر 18 ص 569-570)

سر سید احمد خان کا انتقال 25/ مارچ 1898 میں ہوا۔ بعض ماخذ جیسے میر ولایت حسین کی آپ بیتی اور سید قاسم محمود کا اسلامی انسائیکلوپیڈیا ان کی وفات 27 یا 28 مارچ بتلاتے ہیں جو کہ درست نہیں کیونکہ اس کے ماخذ نہیں بتائے گئے۔ جبکہ ہمارے پاس اس زمانہ کا مستند ترین ماخذ اخبار الحکم قادیان ہے جس میں ان کی وفات اور انجام کی خبر شائع ہوئی۔ آپ کی وفات پر مؤرخ احمدیت اور مدیر الحکم حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی الکبیرؓ نے الحکم قادیان 27 مارچ و 6 اپریل 1898 کے شمارہ میں تحریر فرمایا:

''ڈاکٹر سر سید احمد خاں بہادر بالقابہٖ کا انتقال''

(25) مارچ 1898 کو آنریبل سر سید احمد خاں

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

بالقابہ نے حاجی محمد اسماعیل خاں کی کوٹھی میں انتقال کیا۔اِنَّـا لِـلّٰـهِ وَاِنَّااِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔سرسید کے انتقال کی خبر معاً بذریعہ ٹیلیگرام دور نزدیک پہنچائی گئی اور جہاں جہاں یہ خبر پہنچی عام طور پر مسلمانوں میں ایک جوش ماتم پیدا ہوا۔لاہور میں بھی یہ خبر پہنچی اور انجمن اسلامیہ کی طرف سے ماتمی جلسہ کا اعلان فی الفور شائع کیا گیا۔چنانچہ 29/مارچ 1898 کو اسلامیہ کالج میں ایک ماتمی جلسہ ہوا۔جس میں چند ریزولیوشن پاس ہوئے۔لاریب سرسید احمد خاں بالقابہ مسلمانوں کے ہوا خواہ تھے اور انگریزی تہذیب اور مغربی روشنی کے اس قدر دیدہ ور اور شیدا تھے کہ مسلمانوں کی سقیم الحالی اور نکبت سے نکل کر اوج اور عروج کی چٹان پر پہنچنے کیلئے وہ اس کو ہی مجرب نسخہ قرار دیتے تھے۔

......سرسید اپنی ذات میں ایک بے ضرر انسان تھا مگر ہم کو یہ کہنے میں بھی تامل اور تردد نہیں جہاں ایک طرف وہ مسلمانوں کو اعلیٰ دنیوی مدارج پر دیکھنے کا خواہشمند تھا وہاں دوسری طرف وہ ان اسباب کے سوچنے میں بھی خطا کر گیا جو قوم کو عروج کے مینار پر چڑھا سکتے ہیں۔سید کا مشرب یہ تھا کہ ع

چلو تم ادھر کو جدھر کی ہوا ہے

اور اسی لئے وہ ہر معاملہ میں قرآن کریم کو حکم بنا کر نہ چلا بلکہ مغربی تہذیب اور یورپ کے فلسفہ نے اس پر ایسا اثر کیا کہ وہ مسلمانوں کو جہاں انگریزوں کے قالب میں ڈھالنا چاہتا تھا وہاں اس کی یہ بھی بڑی بھاری غرض یہ تھی کہ ان کے اطوار و اوضاع ان کے طریق معاشرت اور اصول تمدن یہاں تک کہ ان کا علم الٰہی بھی یورپی فلسفہ کا پوجاری ہو کر رہے اور اسی وجہ سے انہوں نے ہمیشہ الٰہی فلسفہ اور آسمانی قانون کو مغربی فلسفہ کا متبع بنانا چاہا۔

...... یہ اسی مغربی تہذیب اور روشنی کا تتبع ہےجس نے سید صاحب کو دعائے خیر سے بھی محروم رکھا ہے۔چنانچہ لاہور کے ماتمی جلسہ میں باوجود تحریک نماز جنازہ کے بھی کسی نے چوں نہ کی۔(اس کی وجہ بھی آگے بیان کی جائے گی۔مرتب) سیاہ کوٹ پہن لینے سے یا سیاہ کالموں میں ماتمی الفاظ لکھ دینے سے سید کی روح آسمانی انجمن میں مستبشر نہیں ہوسکتی۔ممکن ہے بعض کوتاہ اندیش لوگ یہ خیال کریں ہم گڑے مردے اکھاڑنے بیٹھ گئے ہیں۔نہیں نہیں یہ بالکل غلط ہے ہم کو سید صاحب کے انتقال پر افسوس ہے۔مگر اسی تقاضا بشریت سے جو ہر ایک انسان کو لاحق ہے۔

......پس ان نقائص اور کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جو سید صاحب دین کو دنیا پر مقدم نہ کرنے کی وجہ سے کر گئے اور ان کی بہترین یادگار یہی ہوسکتی ہے کہ ان کی موت سے وہ کمزوری پوری کی جاوے جو وہ اپنی زندگی میں پوری نہ کر سکے۔

سید صاحب کے کان میں ایک آسمانی معلم کی صدا متواتر اور متعدد مرتبہ خاص طور پر پہنچی مگر افسوس ہے کہ وہ اس سے استفادہ نہ کر سکے اور وہی مغربی فلسفہ اور یورپی تہذیب ان کیلئے ٹھوکر کا باعث ہوگئی۔گو یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ انہوں نے اس ایمان کے منادی کرنے والے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔مرتب) پر تکفیر اور سبّ و شتم کی بوچھاڑ نہیں کی جیسی نام کے علماء نے کی۔مگر ہمیں اس میں بھی کلام نہیں کہ ناصح مشفق کی باتوں کی طرح اُس نے اُس کی باتوں پر کان نہیں دھرا اور باوجود اس کے انہوں نے وہ مبارک زمانہ پایا جس کی آرزو ہزارہا ابرار کرتے چلے گئے تھے۔مگر اس فلسفہ بے معنی کی تقلید انگریزیت کی ہوا نے ان کو محروم ہی رکھا۔جس کیلئے سید صاحب کی حالت پر رہ رہ کر افسوس آتا ہے اور سب سے زیادہ افسوس یہ ہے کہ متعدد مرتبہ امام الوقت (علیہ السلام) نے اُس کو آسمانی منادی سنائی مگر وہ کان رکھتے ہوئے بھی نہ سن سکے۔اِنَّـا لِـلّٰـهِ وَاِنَّـااِلَيْهِ رَاجِـعُـوْنَ۔...... بالآخر سید صاحب کیلئے دعا ہے کہ خدا ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندوں کو صبر جمیل اور ان کے ہم خیال لوگوں کو صداقت کی راہوں کی پیروی کی توفیق۔آمین۔"

(الحکم قادیان 27مارچ و 6/اپریل 1898 صفحہ 11تا13)

سرسید احمد خان مرحوم کے آخری ایام نہایت ہم و غم اور رنج و الم میں گزرے۔اس کی ایک وجہ علیگڑھ کالج کے مالی فنڈز کا غیر معمولی نقصان اور ان کے جوان بیٹے کی وفات کا صدمات بتائے جاتے ہیں۔ایک مامور من اللہ اور ایک نیچری و ظاہری عالم میں کیا فرق ہوتا ہے اور انجام کار کون کامیاب ہوتا ہے۔اس کا فیصلہ سرسید کے قدیمی معتقد جو پھر حضرت مسیح موعودؑ کی غلامی میں آگئے یعنی حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ کی تحریر سے سنتے ہیں:

"مَیں دہلی، پٹیالہ لدھیانہ، امرتسر، سیالکوٹ، کپورتھلہ اور جالندھر کے سفروں میں (حضرت اقدسؑ) ساتھ رہا ہوں۔کیا کیا ناگوار اموران موقعوں پر پیش آئے اور اس اسد اللہ غالب نے کس بے التفاتی سے انہیں دیکھا۔مَیں حلفاً کہتا ہوں مجھے انہی اداؤں نے اور کہیں کا نہیں رکھا۔ہر روز قوم ناسپاس کی طرف سے ایک دل دکھانے والی بات تحریراً تقریراً واقع ہو جاتی ہے مگر مامور الٰہی کے قدم میں ذرا لغزش پیدا نہیں ہوتی۔برخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں عام حالت انسانوں کی یہی ہے کہ ذرا سے تکدر اور خفیف میں نامرادی کے پیش آنے پر حواس میں خلل آگیا ہے، کام چھوٹ گیا ہے، کھانے پینے میں فرق آگیا، ہاضمہ بگڑ گئی ہے۔گھر میں بولتے ہیں تو سڑی کی طرح، اسے گھورا اسے مار۔غرض سب تانا بانا ہی ادھڑ جاتا ہے۔

مرحوم سرسید (جن کی زندگی کے آخری اوارق نے ان کے قلب کے سچے خط و خال دکھا دیئے) کالج کے ایک مالی نقصان کے بعد کیسے گرے کہ کمر ہی ٹوٹ گئی اور ایک کوتاہ نظر میٹیریلسٹ (Materialist) کی طرح ثابت کر دیا کہ بتِ تدبیر ہی کی ساری پرستاری تھی جو کچھ تھی۔جب تقدیر کے حضرت محمود نے سومنات کو توڑا تو ساتھ ہی آپ بھی ٹوٹ گئے اور ایک لحظہ کیلئے بھی اس پاک استقامت نے ان کا ساتھ نہ دیا جو انبیاء و صلحاء و مامورین کا خاصہ غیر منفکہ ہے۔مسٹر بیگ کا قول ہے کہ اس نقصان کے بعد انہوں نے کبھی سید صاحب کو ہنستے اور مضبوط دل اور کشادہ پیشانی نہیں دیکھا۔

مجھے یاد ہے میں بھی اُس ایجوکیشنل کانفرنس میں جو علیگڑھ کالج میں منعقد ہوئی تھی موجود تھا۔جب سید صاحب نے کمال یاس سے قوم کا جنازہ پڑھ دیا تھا۔ممکن ہے کہ ایمان باللہ اور صفات الٰہیہ سے بے خبر شخص ان امور کو نہ سمجھے اور مجھے سید صاحب پر بیجا اعتراض کرنے کا ملزم بنائے مگر حقائق الٰہیہ ایمانیہ سے واقف سمجھ سکتا ہے کہ ساری نبوتوں اور امانتوں اور ولایتوں کی جان اور کامیابیوں کی کلید استقامت ہے اور اس کی جڑھ حقیقت میں وہ ایمان و یقین ہے جو ایک راستباز کو خدا کے کلمات اور اس کے وعدوں پر ہوتا ہے......۔

مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہی وہ استقامت ہے جو مسیح موعودؑ کے دعویٰ کو دن بدن زور و قوت اور شوکت میں بڑھاتی چلی جاتی ہے۔کیا یہ کوئی پوشیدہ بات ہے کہ 1890ء میں دعویٰ اور بینات کی کیا صورت تھی اور آج کیا صورت ہے۔"

(الحکم قادیان 10 جولائی 1899ء صفحہ 2)

کلام سیدنا حضرت بانیؑ سلسلہ عالیہ احمدیہ

در بارہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے حضرت مولوی صاحب مرحوم کی شان میں جو فارسی منظوم کلام ارشاد فرمایا وہ حضرت مولوی صاحب کے کتبہ پر بھی کندہ ہے۔

کے تواں کردن شمار خوبیٔ عبدالکریم
آنکہ جاں داد از شجاعت بر صراطِ مستقیم

عبدالکریم کی خوبیاں کیونکر گنی جاسکتی ہیں، جس نے شجاعت کے ساتھ صراط مستقیم پر جان دی۔

حامیٔ دین آنکہ یزداں نام او لیڈر نہاد
عارف اسرار حق گنجینۂ دین قویم

وہ دین اسلام کا حامی تھا۔اس کا خدا نے لیڈر نام رکھا تھا۔وہ خدائی اسرار کا عارف تھا اور دین متین کا خزانہ۔

صدق ورزید و بصدق کامل واخلاص خویش
مورد رحمت شد اندر درگہ ربّ علیم

اس نے سچائی کو اختیار کر لیا تھا اور اپنے اخلاص اور صدق کی وجہ سے ربّ علیم کی درگاہ میں رحمت کا مورد بن گیا تھا۔

گرچہ جنس نیکواں ایں چرخ بسیار آورد
کم بزاید مادرے با ایں صفا دُرّ یتیم

اگرچہ آسمان نیکوں کی جماعت بکثرت دلاتا رہتا ہے مگر ایسا شفاف اور قیمتی موتی ماں بہت کم جنا کرتی ہے۔

مدتے در آتش نیچر فرو افتادہ بود
ایں کرامت بیں کہ از آتش بروں آمد سلیم

ایک مدت تک وہ نیچریت کی آگ میں پڑا رہا۔مگر اس کی یہ کرامت دیکھ کہ آگ سے سلامت نکل آیا۔

زیں عجب تر آنکہ او در صحبتم در چند روز
مظہر اسرار حق شد عارف راز قدیم

اس سے بھی عجیب تر یہ بات ہے کہ وہ میری چند روز کی صحبت میں اسرار الٰہی کا مظہر اور ازلی رازوں کا عارف ہوگیا۔

گوہرش چوں آب و تابے داشت از فہم رسا
ہرچہ ما گفتیم داخل شد دراں طبعِ فہیم

اس کی فطرت چونکہ فہم رسا کی آب و تاب رکھتی تھی اس لئے جو کچھ بھی ہم کہتے تھے وہ اس کی زیرک طبیعت میں داخل ہو جاتا تھا۔

دل بدرد آمد ز ہجر ایں چنیں یکرنگ دوست
لیک خوشنودیم بر فعل خداوند کریم

اگرچہ ایسے یکرنگ کی جدائی سے دل کو تکلیف ہے لیکن خداوند کریم کے فعل پر راضی ہیں۔

آہ روز چار شنبہ بود بر ما سخت تر
زآتش سوزاں چو ام ما شد جدا یار صمیم

آہ بدھ کا دن ہم پر بہت سخت تھا۔جلانے والی آگ سے بھی زیادہ جب ہمارا دلی دوست ہم سے جدا ہوگیا۔

داغ ہجراں داد در ہفت و چہل از عمر خویش
ماہ شعباں بود چوں پیش آمد ایں فزع الیم

اس نے اپنی عمر کے سنتالیس سال میں ہم کو جدائی کا داغ دیا۔شعبان کا مہینہ تھا جب یہ دردناک مصیبت پیش آئی۔

ایں صدی کو بدر را ماند باوصاف کمال
بود زو بست و سوم در وقت ایں حشر عظیم

یہ صدی جو اپنے کمال کے باعث بدر سے مشابہ ہے اس قیامت کبریٰ کے وقت اس صدی کو تئیسواں سال تھا۔(1323)

مشربش چوں بود اخلاص و وفا واتقاء
شد وصالش ہمدریں تاریخ از فضل حکیم

چونکہ اس کا مذہب اخلاص و وفا اور تقویٰ تھا اس لئے اس کا وصال بھی خدا کے فضل سے اس تاریخ کو ہوا۔

اے خدا بر تربت او بارش رحمت ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

اے خدا اس کی قبر پر رحمت کی بارش نازل فرما اور نہایت درجہ فضل کے ساتھ اسے جنت میں داخل کر دے۔

نیز ما را از بلاہائے زماں محفوظ دار
تکیہ گاہ ما توئی اے قادر و رب رحیم

نیز ہمیں زمانہ کی بلاؤں سے محفوظ رکھ۔اے قادر اور اے رحیم خدا تو ہی ہمارا سہارا ہے۔

(بدر قادیان 9 فروری 1906ء صفحہ 4)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office : 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

عراق کی قدیم تہذیب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23/اگست 2007ء میں مکرمہ ن۔رفیق فوزی صاحبہ کا ایک مضمون بعنوان ''عراق کی قدیم تہذیب'' شامل ہے۔

حضرت نوح کے سیلاب کا واقعہ قریباً پانچ ہزار سال قبل یعنی قریباً 3 ہزار قبل مسیح رونما ہوا۔سیلاب کے بعد حضرت نوح کے تینوں بیٹوں، سام، حسام اور یافث کے ذریعے دنیا میں موجود نسلوں کا آغاز ہوا۔موجودہ عرب قومیں سام کی اولاد میں سے ہیں، سیاہ فام نسل کی قومیں یعنی حبشی افریقی اور ملک ہند اور سندھ کے قدیم باشندے، حضرت نوح کے بیٹے حام کی نسل سے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر سرخ وسفید نسل کی قومیں ہندو، یورپی وغیرہ حضرت نوح کے بیٹے یافث کی اولاد سے ہیں۔ سامی نسل کے لوگ دجلہ اور فرات کی وادیوں میں آباد ہوئے۔عراق کے شمالی علاقے اکاد میں پروان چڑھنے والی قدیم قوموں میں آسیرین وبابلین لوگ آج کی تاریخ کا حصہ ہیں۔ان قدیم قوموں کے علاوہ ایک اور قوم سومیری نام سے پہچانی جاتی ہے۔ جس کا مسکن اگرچہ عراق کا جنوبی علاقہ ہے، مگر اپنی نسل اور زبان کے اعتبار سے سامی نسل سے کوئی علاقہ نہیں رکھتی۔اس نسل کا ارتقاء حضرت نوحؑ سے بھی 500 سال قبل بتایا جاتا ہے۔اب تک دریافت ہونے والے کھنڈرات کی وجہ سے ماہرین اسے دنیا کی قدیم ترین تہذیب کہتے ہیں۔جس کی شناخت سومیری زبان اور میخی رسم الخط سے ہوئی ہے جو کہ آج تک محفوظ چلی آتی ہے اس تہذیب کی زبان انڈو۔ یورپی زبانوں کے خاندان سے قطعی مختلف ہے۔ بلکہ اس میں کسی قدر تورانی، فنش اور ہنگری زبانوں کا رنگ پایا جاتا ہے اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ فینوہنگیرین زبان کا خاندان، انڈو یورپی زبان کے خاندان سے قطعی مختلف ہے۔اس کے ساتھ توران اس لئے ہے کہ پان تورانی تحریک کے دوران، فن لینڈ اور ہنگری نے توران کے ساتھ اپنے تعلق کو تسلیم کرلیا تھا، اصل میں توران سے مراد وہ قوم یا ایسی زبان بولنے والی قوم ہے جس میں قدیم ترکی یا ایرانی رنگ پایا جاتا ہو۔

زبانوں کے اس باہمی تعلق، ان کے ماخذ اور عراق کی قدیمیت کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب منن الرحمٰن میں فرماتے ہیں کہ بابل کی تہذیب جو قدیم عراق (عرب) میں شامل تھی قدیم ترین تھی اور وہاں بولی جانے والی قدیم زبان عربی تھی۔لہٰذا سومیری زبان بھی انہی زبانوں میں شمار ہوتی ہے جو بابل کی اصل زبان کے اختلاف کے بعد وجود میں آئی تھی۔

ابن حنیف اپنی کتاب دنیا کا قدیم ادب میں لکھتے ہیں......عراق کا جو علاقہ بعد میں ملک بابل کہلایا، اس سے قبل وہ سیاسی لحاظ سے شمال میں اکاد اور جنوب میں سومیری نامی دو ریاستوں پر مشتمل تھا۔عراقی تاریخ کے طویل دور میں وہاں باہر سے بھی آ کر مختلف اقوام آباد ہوتی رہیں۔ گویا یہ ملک ازمنہ قدیم میں متعدد ایسی اقوام کا مسکن رہا ہے جو تاریخ کے اوراق پر اپنے انمٹ نقوش ثبت کرگئی ہیں۔ ان اقوام میں سومیری، سامی، غیر سامی، اکادی، بابلی اور اشوری شامل تھیں۔

سومیری تہذیب کا آغاز ساڑھے پانچ ہزار برس پہلے ہوا تھا۔جنوبی عراق کی یہ تہذیب تقریباً تین ہزار برس تک تمام دنیا پر اپنی عقل وحکمت کے آثار ڈالتی رہی۔ یہ خطہ سیاسی لحاظ سے بھی مکمل بالادستی رکھتا تھا، اس خطے اور اس میں بسنے والی قوم کو 4000 قبل مسیح سے لے کر 2000 قبل مسیح تک سیاسی بالادستی رہی، گو کہ بیرونی حملہ آور ہر طرف سے اس علاقے کی اکھاڑ بچھاڑ میں رہے۔مگر پھر بھی تہذیب کی ترقی میں فرق نہ آیا۔آخر کار اس قوم کا زوال بابل کے تیسرے خاندان کے زوال کے ساتھ شروع ہوگیا۔کھدائی کے دوران جب سومیری علاقوں میں، انسانی ڈھانچے اور کھوپڑیاں دریافت ہوئیں۔تو ماہرین کی رائے میں وہ آرمینیائی اور بحیرہ روم کی نسلوں کے مرکب نکلے۔

بہت سے سکالر متفق ہیں کہ باقی دنیا قدیم نے سومیریوں سے ہی فن تحریر کا خیال اپنایا تھا۔جنوبی عراق کے شہر انوگ سے اس زمانہ کے رسم الخط کے جو نمونے ملے ہیں، وہ تا حال دنیا میں قدیم ترین معلوم نوشتے ہیں۔کھنڈرات کی مدد سے معلوم ہوا ہے کہ سب سے پہلے اس قوم نے تصویرات کی مدد سے اپنے خیالات کو زبان دی۔ ایک دوسرے تباہ شدہ شہر کے کھنڈرات سے قریباً ساڑھے چار ہزار برس پرانی تختیوں پر لکھا ہوا ادب دریافت ہوا ہے۔

اصطخری نے چوتھی صدی ہجری میں شہر بصرہ کی یہ حالت بیان کی ہے کہ بصرہ ایک بہت بڑا شہر تھا جو اہل عجم کے زمانہ میں نہ تھا، اسے صرف اہل عرب نے آباد کیا۔ یہاں کنویں وغیرہ کا پانی نہیں ملتا تھا بلکہ یہاں نہری ہی نہریں ہیں جن میں چھوٹی چھوٹی کشتیاں چلا کرتی تھیں۔اسی طرح بغداد کے بارہ میں وہ لکھتا ہے کہ بغداد کوفہ (یا دجلہ فرات) کے درمیان بڑی گنجان آبادی ہے۔دریائے فرات سے پھوٹ پھوٹ کر بہت سی نہریں اس کی طرف آتی ہیں اور سیراب کرتی ہیں۔

اصطخری نے بصرہ اور بغداد میں جو کچھ دیکھا۔ وہ سومیری قوم کی تہذیب کے ہی آئینے میں نظر آتا ہے۔ کیونکہ آبپاشی، زراعت، نہروں اور باغات کا سلسلہ سومیری قوم کی تہذیب فن اور معیشت میں بہت بڑا کردار ادا کرتے تھے۔

آئرلینڈ کے ایک ماہر لسانیات ایڈورڈ ہنکس نے 1850ء میں پہلی بار یہ دعویٰ کیا کہ میخی یعنی Cueiform رسم الخط جسے اب تک سامی قوم کی ایجاد سمجھا جاتا تھا، اس کے موجد وہ لوگ ہیں جو جنوبی عراق میں سامی قوم سے پہلے آباد تھے۔اس خیال کی تصدیق کرنے کے لئے ایک انگریز فوجی نے بہت طویل اور کٹھن مہم سر کی۔ یہ انگریز فوجی رالنسن ایران میں متعین تھا اور زبانوں کا ترجمہ کرنا اس کا مشغلہ تھا۔لہٰذا اس نے کچھ قدیم زبانوں میں صدیوں پرانے لکھے ہوئے کتبوں کو پڑھ کر تراجم کرنے کی کوشش کی۔ایک تحریر جو اس کی شہرت کا باعث بنی وہ ہمدان کے قریب کوہ انوند پر ایک بہت بڑے پتھر پر لکھی ہوئی ہے۔ شہنشاہ دارا اول نے یہ تحریر یا کتبہ 516 قبل مسیح میں کندہ کروایا تھا۔ دراصل یہ کتبہ جو ایک چھوٹی سی چٹان کی مانند ہے، اپنی ذات میں عجوبہ ہے۔بادشاہ کی خواہش تھی کہ یہ کتبہ اس انداز سے پہاڑ پر بنا کر ٹکایا جائے جہاں وہ انسانی ہاتھوں اور دوسرے مضرات سے محفوظ رہ سکے۔ بادشاہ کی ہی خواہش کے مطابق اس پر تین زبانوں کی تحریر لکھی گئی۔اس کام کے لئے پہاڑ کی چٹان پر 1200 مربع فٹ کا ایک قطعہ تیار کروایا گیا۔کتبہ تیار ہونے کے بعد اس کے نیچے کی چٹان کو کاٹ کر بالکل عمودی بنا دیا گیا۔ دیکھنے میں یہ کتبہ زمین سے سینکڑوں فٹ بلند ایک عمودی چٹان نظر آتا ہے۔ رالنسن نے اپنی جان ہزار خطرے میں ڈالی اور کبھی مچان بنا کر، کبھی رسے سے لٹک کر اپنی زندگی کو داؤ پر لگایا اور دو برسوں کی خطرناک محنت کے بعد قریباً دوسو سطریں نقل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔نقل کی ہوئی یہ اجنبی زبانیں پڑھنے میں کلاسیکی دَور کے مصنفین اور قرون وسطیٰ کے ماہر ارضیات نے مدد کی۔ پھر وہ 1844ء میں کتبہ کی باقی ماندہ تحریر نقل کرنے لگا اور 1848ء تک اس نے تینوں زبانوں کی نقول اور ترجمہ تیار کر کے Royal Asiatic Society کو بھجوادیا۔ اس تحقیق سے عراق کی قدیم ترین قوم اور تہذیب کے بارہ میں ایک مکمل تصویر ابھر کر سامنے آگئی جو کچھ اس طرح تھی کہ جنوبی عراق میں بسنے والی قدیم ترین قوم کا نام سومیر تھا۔ یہ لوگ میخی یا پیکانی طرز تحریر کے موجد تھے۔انہوں نے وسیع پیمانے پر ایک بہت ترقی یافتہ ادب تخلیق کیا۔ رزمیہ کہانیاں، اساطیر، نوحے، اقوال حکمت و دانشمندی، کہاوتیں الف لیلوی افسانے، یہ تمام ادب سومیری قوم کا ہی رہین منت ہے۔

اس کھدائی کے عمل کے دوران ایک قدیم شہر ''اُر'' نام کا نکلا جو کہ حضرت ابراہیم کی جائے پیدائش بتائی جاتی ہے۔ اس شہر کی کھدائی سے شاہی لوگوں کی قبروں سے بربط اور چنگ بنے ہوئے دریافت ہوئے۔ کھنڈرات سے ہزارہا الواح ملی ہیں جن پر مختلف نوعیت اور موضوعات پر فنی عبارتیں لکھی ہوئی تھیں۔ ان الواح میں سے استنبول اور فلاڈلفیا کی یونیورسٹیوں کے عجائب گھروں میں دو ہزار سے زائد الواح ترجمے کا انتظار کررہی ہیں۔

جو الواح پڑھی گئی ہیں، ان تراجم کو پڑھ کر ماہرین لسانیات کی رائے ہے کہ عراق کا ادب، دنیا کا سب سے قدیم ادب ہے اور ان کی تحریرات، خیالات اور نظریات دنیا کے قدیم ترین ہیں۔ ان کی تحریرات اور کھنڈرات سے اس قوم کی بہت سی ایجادات کا بھی علم ہوا ہے۔ مثلاً کمہار کا چاک، گاڑی کا پہیہ، کاشتکاری کا ہل، بادبانی کشتی، محراب، ڈاٹ، گنبد، جواہر تراشی، کیل کی جڑائی، دھات کا ٹانکا، کندہ کاری اور مرصع کاری بھی اس قوم نے شروع کی تھی۔ ان کھنڈرات سے اینٹیں بنانے والا سانچہ بھی دریافت ہوا۔ چار ہزار برس پرانی تختیوں کی تحریر میں زرگر، جواہر تراش، لوہار، چرم ساز، کپڑا صاف کرنے والے اور ٹوکری بنانے والے کا ذکر موجود ہے۔

جرمنی میں احمدیہ مساجد

جماعت جرمنی کے ''خلافت سووینئر'' میں اب تک تعمیر کی جانے والی 23 احمدیہ مساجد کی مختصر تاریخ بھی بیان کی گئی ہے۔

☆ جرمنی کی پہلی مسجد، مسجد فضل عمر ہمبرگ کا سنگ بنیاد 22/فروری 1957ء کو محترم ملک عبدالرحمٰن صاحب نے رکھا۔ دیگر احمدی احباب کے علاوہ اعلیٰ سرکاری حکام اور پریس نمائندگان شامل ہوئے۔ افتتاح حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانصاحبؓ نے 22/جون 1957ء کو فرمایا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے اِس تقریب میں حضرت مصلح موعودؓ کے نمائندہ کی حیثیت سے شرکت کی۔

☆ جرمنی کی دوسری مسجد، مسجد نور کا سنگ بنیاد 8/مئی 1959ء کو محترم چودھری عبداللطیف صاحب مبلغ سلسلہ نے رکھا۔ افتتاح 12/ستمبر 1959 کو حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانصاحبؓ نے فرمایا۔

☆ جرمنی کی تیسری مسجد، مسجد بیت الشکور ہے جو گراس گراؤ میں مکمل طور پر وقارعمل کے ذریعہ تعمیر کی گئی۔ 1989ء میں تعمیر شروع ہوئی اور 1992ء میں اس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا۔

☆ جرمنی کی چوتھی مسجد، مسجد بیت الحمد Wittlich ہے جو سو مساجد منصوبہ کی پہلی مسجد ہے۔نومبر 1998ء میں اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور 5/جون 2000ء کو اس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جرمنی کی پانچویں مسجد، مسجد بشارت اوسنابرک کا افتتاح بھی فرمایا اور چھٹی مسجد بیت المومن میونسٹر کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔

☆ جرمنی کی ساتویں مسجد، مسجد نورالعین ڈارمسٹڈ کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 30/اگست 2003ء کو فرمایا۔ نیز 2004ء میں مسجد ناصر بریمن، مسجد طاہر کوبلنز، مسجد بیت الحبیب kiel، مسجد بیت العزیز Riedstadt اور مسجد بیت الہدیٰ Usingen کے افتتاح فرمائے۔

☆ 2005ء میں حضور انور ایدہ اللہ نے مسجد علیم Wurzburg کا افتتاح فرمایا جبکہ 2006ء میں مسجد بیت الجامع آفن باخ اور مسجد بشیر Bensheim کا افتتاح فرمایا۔ 2007ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت المقیت Wabern، مسجد ناصر آئزلبرگ اور مسجد محمود StrKassel کا افتتاح فرمایا اور 2008ء میں مسجد بیت السمیع ہنوور، مسجد خدیجہ برلن، مسجد قمر Weil der Stadt، مسجد انوار Rodgau اور مسجد بیت الکریم Stade کے افتتاح فرمائے۔

جماعت احمدیہ جرمنی کے خلافت سووینئر میں شامل مکرم خالد ملک ساحل صاحب کے کلام سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

اِس خلافت کے سو برس دیکھے
بس محبت کے سو برس دیکھے
ایک لمحہ بھی خیر کافی تھا
پھر بھی قدرت کے سو برس دیکھے
اُس کی تبلیغ ہر طرف دیکھی
اُس کی وسعت کے سو برس دیکھے
اہل مسند سنو فقیروں نے
کیسی راحت کے سو برس دیکھے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
16th October 2009 – 22nd October 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 16th October 2009

00:00	MTA World News & Tilawat
00:35	Yassarnal Qur'an
00:55	MTA International News
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 6th July 1995.
02:35	Dars-e-Malfoozat
03:05	MTA World News
03:25	Tarjamatul Quran Class: Recorded on 10th November 1998.
04:35	Jalsa Salana Germany Address: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 1st August 2004 in the ladies session.
05:35	MTA Variety: concluding prize distribution ceremony of Taleem-ul-Qur'an Class.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class with Huzoor recorded on 13th February 2005.
08:10	Siraiki Service
08:30	Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to various allegations made against the Jamaat. Recorded on 20th April 1994.
09:40	Indonesian Service
10:40	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00	Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh, London
13:15	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
14:10	Bengali Mulaqa'at
15:10	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00	Friday Sermon
17:15	Jalsa Salana Germany: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 24th August 2003.
17:45	Le Francais C'est Facile [R]
18:10	MTA World News
18:35	Arabic Service
20:40	MTA International News
21:15	Friday Sermon [R]
22:25	Quebec Winter Festival
22:55	Reply to Allegations [R]

Saturday 17th October 2009

00:10	MTA World News
00:25	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:25	Le Francais C'est Facile
01:50	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 11th July 1995.
02:55	MTA World News
03:10	Friday Sermon
04:25	Rah-e-Huda
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor recorded on 13th February 2005.
08:05	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests.
09:00	Friday Sermon recorded on 16th October 2009
10:00	Indonesian Service
11:00	MTA Travel: a visit to a crocodile park in Mauritius.
11:25	Ashab-e-Ahmad
12:00	Tilawat
12:15	Yassarnal Qur'an
12:50	Bengali Service
13:50	Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme
14:55	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
16:00	Rah-e-Huda
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:05	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News
21:05	Jalsa Salana Germany 2004: Second day address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 1st August 2004.
22:05	Rah-e-Huda [R]
23:35	Friday Sermon [R]

Sunday 18th October 2009

00:40	MTA World News
01:00	Yassarnal Qur'an
01:20	Tilawat
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 12th July 1995.
02:30	Ashab-e-Ahmad
03:00	MTA World News
03:25	Friday Sermon recorded on 16th October 2009.
04:25	Faith Matters
05:35	MTA Travel: a visit to New Zealand.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor recorded on 26th February 2005.
07:35	Faith Matters
08:40	Learning Arabic
09:00	Quebec Winter Festival
09:35	Huzoor's Tours: a programme documenting Huzoor's tour of Scandinavia in 2005.
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 11th May 2007.
12:00	Tilawat & & Dars-e-Hadith
13:00	Yassarnal Qur'an
13:20	Bangla Shomprochar
14:20	Friday Sermon: recorded on 16th October 2009 from Baitul Futuh, London.
15:25	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
16:30	Faith Matters [R]
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
21:50	Friday Sermon [R]
23:00	Huzoor's Tours [R]
23:30	Seerat-un-Nabi

Monday 19th October 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:30	Yassarnal Qur'an
00:50	Dars-e-Hadith
01:05	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 13th July 1995.
02:20	Friday Sermon: recorded on 16th October 2009.
03:15	MTA World News
03:35	Quebec Winter Festival
04:10	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 22nd December 1996.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:30	Medical Matters - skin diseases and infections
07:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 27th February 2005.
08:15	Le Francais C'est Facile
08:50	French Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 15th June 1998.
09:50	Indonesian Service: Friday sermon recorded on 21st August 2009
11:00	Jalsa Salana Qadian: a variety of speeches from the first session of Jalsa Salana Qadian 2009.
11:50	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:05	Friday Sermon: recorded on 17th October 2009
15:05	Jalsa Salana Germany 2004: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 1st August 2004.
15:50	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
16:55	French Mulaqa'at [R]
18:10	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:20	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 18th July 1995.
20:20	Le Francais c'est Facile
20:50	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
21:55	Friday Sermon: recorded on 17th October 2009
23:10	Medical Matters [R]

Tuesday 20th October 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:15	Liqaa Ma'al Arab
02:15	MTA World News
02:30	Friday Sermon: recorded on 17th October 2009
03:30	French Mulaqa'at
04:45	Medical Matters
05:15	Jalsa Salana Qadian 2009
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05	Children's Class with Huzoor recorded on 5th March 2005.
08:10	Question and Answer Session recorded on 22nd November 1997.
09:30	Peace Symposium
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Friday sermon recorded on 26th December 2008.
12:00	Tilawat & MTA News
13:00	Yassarnal Qur'an
13:30	Bangla Shomprochar
14:30	Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
15:05	Children's Class [R]
16:05	Question and Answer Session [R]
17:15	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:30	Arabic Service: Friday sermon recorded on 16th October 2009.
20:35	MTA International News
21:10	Children's Class [R]
22:15	Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Ijtema [R]
22:50	Intikhab-e-Sukhan [R]

Wednesday 21st October 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:30	Yassarnal Qur'an
00:55	MTA News
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 19th July 1995.
02:45	Peace Symposium: an interfaith peace Symposium held in London.
03:15	MTA World News
03:35	Learning Arabic
04:10	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 22nd November 1997.
05:20	Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Ijtema [R]
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor recorded on 6th March 2005.
08:05	MTA Variety: A dinner held in Rabwah on the occasion of Khilafat Centenary.
08:50	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th November 1997.
09:55	Indonesian Service
10:55	Swahili Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:20	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th November 1984.
13:25	Bangla Shomprochar
14:30	Jalsa Salana Germany 2004: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 22nd August 2004.
15:45	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
16:50	Question and Answer Session [R]
17:55	MTA World News
18:10	Dars-e-Hadith
18:20	Arabic Service
19:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 20th July 1995.
20:25	MTA International News
20:55	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
22:00	Jalsa Salana Germany 2004 [R]
23:10	From the Archives [R]

Thursday 22nd October 2009

00:20	MTA World News
00:40	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:05	Liqaa Ma'al Arab: Recorded on 20th July 1995. [R]
02:10	MTA World News
02:30	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th November 1984.
04:00	MTA Variety
04:45	Jalsa Salana Germany 2004: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 22nd August 2004.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:40	Children's Class with Huzoor.
08:05	Faith Matters
09:10	English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
10:10	Indonesian Service
11:25	Pushto Service
12:15	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
13:15	Yassarnal Qur'an
13:35	Bengali Service
14:40	Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
15:55	Jalsa Salana Address
16:55	Yassarnal Qur'an [R]
17:20	English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R]
18:35	MTA World News
19:00	Arabic Service
21:00	Faith Matters [R]
22:05	Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
22:20	Jalsa Salana Address [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 16 Friday 9 October, 2009 Issue No. 41

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، مصلح موعودؓ کے افادات کی چند جھلکیاں

خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ کے قیام کا حقیقی پس منظر

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

’’مَیں نے اپنی جماعت میں خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ کو اسی غرض سے قائم کیا ہے کہ وہ محنت کریں اور مشقت طلب کاموں کی اپنے اندر عادت پیدا کریں۔ جب تک انسان اپنے اوقات کو ضائع ہونے سے نہیں بچاتا اسے خدا نہیں مل سکتا۔ خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ کے قیام کا اصل مقصد یہ ہے کہ جماعت میں مشقت طلب کاموں کی ایک عادت پیدا ہوا اور ہر فرد کسی نہ کسی کام میں مشغول رہے‘‘۔

(تفسیر کبیر سورۃ الانشقاق جلد 8 صفحہ 336-337)

تاریخ مجددین میں تحریک احمدیت کا منفرد اور مثالی مقام

حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں:

’’دنیا میں لقاء الٰہی دوطرح حاصل ہوتا ہے۔ ایک فردی طور پر اور ایک قومی طور پر اگر قوم تباہ بھی ہو چکی ہو تب بھی فردی طور پر انسان خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے قبل باوجود اس کے کہ مسلمان قومی طور پر تباہ ہو چکے تھے ان میں بعض بزرگ پائے جاتے تھے ` مثلاً حضرت عبداللہ غزنوی کے متعلق خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ وہ بزرگ انسان تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے حضرت مجدد صاحب بریلوی یا حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید اور اسی طرح بعض اور بزرگ گزرے ہیں۔ مگر یہ چالیس کروڑ مسلمانوں میں سے چند نفوس تھے جو خدا تعالیٰ سے ملے۔ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ نے یہ دکھانے کے لئے بھیجا تھا کہ اسلام اب بھی اپنے اندر طاقت رکھتا ہے اور اب بھی وہ لوگوں کو زندہ کرسکتا ہے۔ اب بھی وہ انہیں خدا تعالیٰ کے دربار تک پہنچا سکتا ہے۔ مگر قومی طور پر ان کے وجود سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا۔ پس حضرت سید احمد صاحب بریلوی کیا تھے۔ وہ درحقیقت حجت تھے سستوں پر۔ وہ حجت تھے غافلوں پر اور وہ یہ بتانے کے لئے بھیجے گئے تھے کہ اسلام اب بھی اپنے اندر زندگی بخش اثرات رکھتا ہے۔ اسی طرح حضرت سید اسمٰعیل صاحب شہیدؒ کیا تھے۔ وہ حجت تھے سستوں پر۔ وہ حجت تھے غافلوں پر اور وہ یہ بتانے کے لئے بھیجے گئے تھے کہ اسلام اب بھی اپنے اندر زندگی بخش اثرات رکھتا ہے۔ مگر بحیثیت قوم اسلام کو ان کے وجود سے کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچا۔ کیونکہ اسلام نام تھا چالیس کروڑ افراد کا جن میں سے کوئی چین میں رہتے تھے، کوئی جاپان میں رہتے تھے، کوئی سماٹرا اور جاوا میں رہتے تھے اور کوئی دوسرے ممالک میں رہتے تھے۔ اور یہ وہ ممالک ہیں جہاں ان لوگوں کی کوئی آواز نہیں پہنچی۔ یوں ہماری جماعت بھی ابھی چھوٹی سی ہے۔ مگر ہماری جماعت وہ ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے مختلف ممالک میں پھیل رہی ہے۔ پس وہ لوگ صرف غافلوں پر حجت تھے اور اس بات کی دلیل تھے کہ خدا اب بھی لوگوں کو زندہ کرسکتا ہے ۔ ورنہ ان کے زمانہ میں قومی طور پر مسلمانوں نے خدا تعالیٰ کا چہرہ نہیں دیکھا‘‘۔

(ایضاً صفحہ 337)

تاریخ اسلام واحمدیت سے متعلق الہامی بشارتیں

حضرت مصلح موعودؓ نے سورۃ النازعات (79) کی آخری آیت کی پُرشوکت تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب وہ عذاب آئے گا تو کفار اپنی ساری گزشتہ شان وشوکت کو بھول جائیں گے اور انہیں اپنی ترقی کا دور یوں معلوم ہوگا جیسے چند گھنٹے کا تھا۔ چنانچہ دیکھ لو جب عرب کی تاریخ بیان کی جاتی ہے تو پانچ دس صفحوں میں عرب کی تمام پہلی تاریخ آجاتی ہے۔ حالانکہ پرانی تاریخ کا زمانہ بہت لمبا تھا۔ مگر جب اسلام کا ظہور ہوا تو وہ واقعات بھی مٹ گئے۔ وہ حالات ہی نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ اب جس کی بھی نظر پڑتی ہے پہلے زمانہ کے حالات پر نہیں پڑتی۔ چنانچہ تاریخ کے لکھنے والے چند صفحوں میں سارے عرب کی تاریخ لکھ دیتے ہیں اور پھر ہزاروں صفحات رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور مسلمانوں کے لئے وقف کردیتے ہیں...... یہ ویسی ہی بات ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ یَنْقَطِعُ مِنْ اٰبَائِکَ وَیُبْدَءُ مِنکَ۔

(تذکرہ طبع اول صفحہ 65)

یعنی تیرے آباء کا ذکر منقطع کردیا جائے گا اور تجھ سے آئندہ تاریخ کا ابتدا کیا جائے گا۔ چنانچہ دیکھ لو اگر کوئی تاریخ لکھنا چاہے تو وہ چند صفحوں میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام آباء واجداد کے حالات ختم کردے گا اور اصل تاریخ اس وقت شروع کرے گا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر آئے گا۔ حالانکہ دینی اور دنیوی لحاظ سے وہ بہت بڑی شان رکھتے تھے مگر باوجود اس کے کہ اپنے زمانہ میں وہ بہت عظمت رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے یہی فیصلہ کیا کہ آئندہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تاریخ کی ابتدا کرے اور آپ کے آباء کے ذکر کو منقطع کردیا جائے‘‘۔ (صفحہ 143-144)

اسلامی تاریخ کو مسخ کرنے کی یورپین سکالرز کی سازش

حضور انور کے قلم سے سورۃ التکویر (81) کی آیت وَاِذَاالنُّجُوْمُ انْکَدَرَتْ کی حقیقت افروز تفسیر:

’’اسلام اور مسلمانوں پر سب سے بڑی تباہی اسی وجہ سے آئی ہے کہ ان کو شاندار قومی روایات طاق نسیان پر رکھ دی گئی ہیں اور صحابہ اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے لیڈروں کی خوبیاں مسلمانوں کی نظروں سے اوجھل ہوگئیں۔ اس ٹریڈیشن کے تباہ کرنے میں یورپین لوگوں کی لکھی ہوئی تاریخوں نے خصوصیت سے حصہ لیا ہے .... یورپین لوگوں نے اس آسان حربہ سے کام لیا اور تمام اسلامی تاریخ کو انہوں نے بگاڑ کر رکھ دیا ۔ بڑے بڑے مسلمان بادشاہوں کا ذکر کریں گے تو کہیں گے کہ فلاں میں یہ نقص تھا اور فلاں میں وہ نقص تھا اور پھر عجیب بات ہے کہ وہ اس کا نام تحقیقات رکھتے ہیں اور دعوے سے کہتے ہیں کہ تحقیق کے بعد یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ فلاں مسلمان بادشاہ ایسا تھا حالانکہ وہ سراسر جھوٹ ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کسی مسلمان سے پوچھ کر دیکھو اسے اپنے اسلاف میں کوئی خوبی ہی نظر نہیں آئے گی۔ وہ کہے گا کہ محمود غزنوی ڈاکو تھا، اورنگ زیب ظالم تھا...... وہ مسلمانوں کو اپنے آباء کے خلاف مشتعل کرنے کے لئے ایسے ایسے حربوں سے کام لیتے ہیں جو قطعاً کوئی شریف انسان استعمال نہیں کرسکتا۔ مثلاً کسی مسلمان بادشاہ کا ذکر کریں گے تو کہیں گے وہ شراب پیتا تھا ......مگر یہ شرابی قوم اپنے افعال کی طرف تو نہیں دیکھتی ...... یہ قوم وہ ہے جس کا ہر فرد شراب پیتا ہے۔ جس کا بادشاہ بھی شراب پیتا ہے، جس کا وزیراعظم بھی شراب پیتا ہے۔ چرچل بھی شراب پیتا ہے اور روزویلٹ بھی شراب پیتا ہے۔ غرض فرمایا کہ وَاِذَاالنُّجُوْمُ انْکَدَرَتْ یعنی تاریخ اسلامی مکدر ہوجائے گی اور اس کی خوبیاں مٹادی جائیں گی اور یوں معلوم ہوگا کہ نجوم میں انکدار واقع ہوگیا ہے‘‘۔ (صفحہ 201-202)

حضرت مصلح موعودؓ یورپ و امریکہ اور افریقہ وایشیا نیز انڈونیشیا اور آسٹریلیا غرضیکہ دنیا بھر کے مخلص احمدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

گہوارۂ علوم تمہارے بنیں قلوب
پھٹکے نہ پاس تک بھی جہالت خدا کرے
دجّال کے بچھائے ہوئے جال توڑ دو
حاصل ہو تم کو ایسی فراست خدا کرے

❁❁❁❁❁❁❁❁

قدرت کا تحفہ ایلو ویرا

ایلو ویرا (کوار گوندل) کئی سو سالوں سے جلے حصوں کے علاج کے لئے استعمال ہوتا آرہا ہے۔ ماضی کی مشہور ملکہ کلوپطرہ بھی اس کو اپنے میک اپ میں باقاعدگی سے استعمال کرتی تھی۔ ایلو ویرا کا پودا Lilies سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ اس میں چھپی زخم بھرنے اور شفاء کی شاندار صلاحیت کی وجہ سے جڑی بوٹیوں میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ اس کے پتوں میں موجود پیلے رنگ کے جوس کو چھوڑ کر جیلی کی طرح کا گودا (gel) عام طور پر جلے ہوئے حصوں کو آرام دینے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ جیلی 90% الٹرا وائلٹ Rays اور 75% infa red rays کو روکتی ہے اور اکثر تیراکی سے پہلے یا بعد میں لگائی جاتی ہے۔ ایلو ویرا، بھڑ کے کاٹے، پیچش، آنتوں کے سوزش، نظام ہضم کی جلن، جوڑوں کے درد، پٹھوں کے درد کے لئے بھی استعمال ہوتی ہے۔

جلنے کے لئے: جلے ہوئے حصے کو 48 گھنٹے تک پودے کے جوس سے تر رکھنے پر نشان اور درد نہیں ہوتا۔

معدے کا السر:۔ بہت سے لوگ 1 چمچ gel دن میں تین دفعہ دودھ کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

چہرے کے دھبوں کے لئے:۔ کوار گوندل کی gel کو روزانہ 2 یا 3 ہفتے تک ہر دفعہ منہ دھونے کے بعد لگانے سے داغ دھبے ختم ہوجاتے ہیں۔

مگر ایلو ویرا جراثیم کش نہیں ہے۔ یہ صرف خشک ہونے پر ایک تہہ بناتا ہے۔ اکثر Cosmetics بنانے والے اپنی مصنوعات میں ایلو ویرا کی موجودگی کا دعویٰ کرتے ہیں مگر تناسب نہیں بتاتے۔ ایسا صرف اپنی بِکری کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

طریقہ استعمال۔ ایلو ویرا کا ایک پتہ فریج میں رکھنے پر 2 سے 3 ہفتے چل جاتا ہے۔ مگر اس کا چھلکا اتار دینا چاہئے کیونکہ وہ ناخوشگوار بو پیدا کردیتا ہے۔ اس کا گودا دھو کر صاف کیا جاتا ہے کیونکہ یہ پانی میں حل نہیں ہوتا۔ gel کو پھر ٹکڑے کرکے اس میں چینی، شہد، گلاب کی پتیاں یا جوس ملایا جاسکتا ہے۔

پٹھوں اور جوڑوں کا درد:۔ اس مکسچر Mixture کو دن میں تین یا چار دفعہ روزانہ استعمال سے جوڑوں اور پٹھوں میں درد نہیں رہتا۔

اگانے کا طریقہ:۔ اس پودے کا اگانا صبر مانگتا ہے کیونکہ یہ آہستگی سے بڑھتا ہے اور زیادہ پانی سے مرجاتا ہے۔ پتوں کو خشک رکھنا چاہئے۔ اور اسے ہفتے میں تقریباً ایک کپ پانی دینا کافی ہے۔ اسے ایسی جگہ رکھنا چاہئے جہاں سورج کی روشنی سیدھی اور زیادہ نہ پڑے۔

❁❁❁❁❁❁❁

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد